https://alhaqiqa.pk https://www.youtube.com/@alhaqiqa784/videos

تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد

ماہنامہ الحقیقہ پاکستان

شمارہ 09 جون 2023
ذی القعد جلد 23

خیر البشر ﷺ



ذوالحجہ اور اسکی تقریبات

سنتِ مصطفی ﷺ اور جدید سائنس

بہترین امت

کشف المعانی لمکتوبات امام ربانیؒ

مدارس میں تصنیفی تربیت کا فقدان

حکومتی حج پالیسی 2023ء

اداریہ



اسلام ایک عالمگیر آفاقی دین و مذہب

محبتوں اور جرأتوں کا قافلہ رواں دواں

فہرست

نعت شریف

عشق جس کو ہوا پیمبر سے کیونکر اٹھے وہ آپ کے در سے
آج بھی ان کی ہے شہنشاہی کم نظر دیکھتے ہیں باہر سے
جس کو چاہیں وہ خود بلاتے ہیں جس کو چاہیں نکال دیں گھر سے
جن کو سجدہ کیا فرشتوں نے مانگتے ہیں وہ آپ کے در سے
رحمت دوسرا !! نگاہ کرم دل نہ جائے حضور کے در سے
اس سخی سے یہ عرض ہے میری جس کا ابر سخا سدا برسے
خائب و خاسر و تہی دامن کون لوٹا حضور کے در سے
میں بھی تو اک مراد لایا ہوں کیوں نہ ہو گی وہ پوری اس در سے
اس تصور کی لاج رکھ لینا عرض کرتا ہوں دیدہ تر سے

نقش لاثانی کے تصدق میں
آسی تکمیل کو نہ اب ترسے

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-٦٣

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

حکومتی حج پالیسی ۲۰۲۳ء

حج کی ادائیگی شریعت کا حکم ہے۔ یہ ارکانِ اسلام میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زیارتِ کعبہ کا شوق پھر مہبطِ وحی و رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضۂ پُرانوار کے دیدار کی تڑپ ہر مسلمان کے قلب و روح میں رکھی ہے۔ اہلِ ایمان مدتوں حج و زیارت کی آس دل میں لیے اسباب و وسائل کی تلاش میں سرگرم رہتے ہیں۔ ان کی اوّلین آرزو اوّلین وقت میں اس مقدّس فریضے کی تکمیل ہوتی ہے۔

۲۰۲۰ء میں پاکستان سے فریضۂ حج ادا کرنے کے لیے جانے والوں سے حکومتِ پاکستان نے تقریباً پانچ لاکھ روپے فی کس وصول کیے۔ یہ رقم ۲۰۲۲ء میں سات لاکھ دس ہزار تک جا پہنچی۔ جبکہ رواں برس سرکاری حج کے اکانومی پیکیج کی قیمت شمالی علاقہ جات کے لیے ۱۱ لاکھ ۷۵ ہزار اور جنوبی علاقوں کے لیے ۱۱ لاکھ ۶۵ ہزار روپے وصول کی گئی ہے۔ اس میں قربانی سمیت باقی اخراجات بھی شامل کریں تو کم از کم ۱۴ لاکھ روپے لاگت ہے۔ پچھلے سال کے اخراجات کو مدّنظر رکھتے ہوئے بہت سے افراد نے حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے ۸ لاکھ روپے جمع کیے تھے، لیکن موجودہ اخراجات میں اضافے نے ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

پاکستان کے ۱۱ لاکھ ۷۹ ہزار ۲۱۰ کوٹے کا تقریباً نصف سرکاری اسکیم اور باقی نصف پرائیویٹ ٹور آپریٹرز کے حوالے ہے۔ حکومت نے سرکاری حج اسکیم کے تحت درخواست دینے والے تمام ۷۲ ہزار افراد کو بغیر قرعہ اندازی حج پر بھیجنے کا اعلان کیا ہے (حج پروازوں کا آغاز بھی ہو چکا ہے)، کیونکہ درخواست دینے والے امیدوار سعودی حکومت کی طرف سے دیئے گئے کوٹے سے کم تھے۔ بلکہ پہلی دفعہ ہماری حکومت کو کچھ کوٹہ واپس کرنا پڑا۔ درخواستوں میں کمی سے ظاہر ہوتا ہے کہ حج پر اٹھنے والے اخراجات میں بے تحاشا اضافے کے بعد اب پاکستانیوں کی اکثریت اس مذہبی فریضے کو ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتی۔ جبکہ حکومتوں کو سمجھنا چاہئے کہ عوام الناس کی بنیادی ضروریات (روٹی، کپڑا اور مکان) کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ مذہبی فریضوں کی ادائیگی کو سہل بنانا بھی ان کی ذمّہ داری ہے۔

حج مہنگا ہونے کے اسباب عالمی سطح پر مہنگائی، سعودی عرب میں سہولیات کی قیمتوں میں اضافہ، امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی بیان کیے جارہے ہیں۔ تاہم اگر ہماری حکومتیں سنجیدگی و ذمہ داری کا مظاہرہ کریں تو ان اخراجات میں خاطر خواہ کمی لائی جاسکتی ہے۔ سعودی عرب میں مناسکِ حج کی ادائیگی کا عمل ۵ دن یعنی ۸ ذوالحج سے ۱۳ ذوالحج کے درمیان مکمل ہوتا ہے۔ تاہم پاکستان کے سرکاری کوٹے کے تحت جانے والے حجاجِ کرام وہاں ۴۰ دن قیام کرتے ہیں۔ چنانچہ رہائش، طعام اور ٹرانسپورٹ پر بڑی رقم خرچ ہوتی ہے۔ ان کے وہاں قیام کی مدت کو کم کرکے اخراجات میں کمی کی جاسکتی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ سعودی حکومت کا اپنا ایک نظام ہے جس کے تحت وہ ۴۰ دنوں کا دورانیہ رکھتی ہے، یعنی اتنے دنوں کا مقرر کیا جانا ان کی سہولت کے محلِ نظر ہے۔ ہمارے پالیسی سازوں کا کہنا ہے کہ سستی رہائش اور سستے ہوٹلز تبھی مل سکتے ہیں جب حج سے بہت پہلے جائیں اور حج کی ادائیگی سے بہت بعد واپس آئیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ سعودی حکومت سے بات کرکے دورانیے کو بھی کم کرائیں اور رہائشوں کو مزید سستا کروائیں۔

کم وقت میں حاجیوں کی اتنی بڑی تعداد کی آمد و رفت کے لیے پی آئی اے کے جہازوں کی تعداد میں اضافہ بھی ناگزیر ہے۔ حج آپریشن میں پی آئی اے کے علاوہ سٹیک ہولڈر سعودی ایئر لائن ہے اور کچھ حصہ ایئر بلیو اور سرین ایئر کا بھی ہے۔ ان چاروں کے ذریعے حج آپریشن آپریٹ کیا جاتا ہے۔ یقیناً اپنے ملکی جہازوں کے ذریعے حج آپریشن کی انجام دہی سے بھی اخراجات میں کمی آئے گی۔ یونہی اپنی ایئر لائن کا حجم بڑھا کر اور اسی کو آمد و رفت کے لیے استعمال کریں گے تو اس سے ٹکٹ کی قیمت متعین کرنے میں اپنی اجارہ داری ہوگی۔ یونہی اگر ہماری کرنسی یعنی روپے کی قدر بڑھ جائے تو حج اخراجات خود بخود کم ہوجائیں گے۔ لیکن جب تک ملکی سیاسی حالات درست نہیں ہوتے، ایسا ممکن نہیں۔ حج ہی نہیں آج ہمارے دیس میں ہر چیز مہنگی اور عام لوگوں کی دسترس سے باہر ہے۔ سیاسی زعماء ہوش کے ناخن لیں اور اس بے نظیر بلکہ جنت نظیر وطن کے مظلوم باسیوں پر رحم کریں۔

ماضی میں حکومتِ پاکستان فضائی روٹ کے علاوہ بحری روٹ سے بھی حجاج کو بھیجتی رہی ہے۔ یہ ایک نسبتاً سستا ذریعۂ سفر ہے۔ لہٰذا اسے پھر سے شروع کیا جائے۔ اس کے علاوہ عرصۂ دراز سے حکومتیں متعدد بار حجاجِ کرام کو اخراجات میں سبسڈی دے چکی ہیں۔ اس کی ضرورت اس مرتبہ زیادہ تھی، لیکن موجودہ حکومت نے اپنے مسائل کی وجہ سے انکار کردیا۔

المختصر! حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ فریضۂ حج کی ادائیگی کو ہر مسلمان کے لیے آسان بنائے۔ یہ ان کی اُخروی نجات کا سبب بھی ہوگی۔ اللہ توفیق دے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی قدس سرہ الہادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے عرفان کا دارومدار تو تھا ہی اللہ کے شاہکار قدرت، حبیب اکبر، آئینہ صفات حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرفان پر اور خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرفان کا دارومدار آپ کی سیرت طیبہ کے مقدس گوشوں اور صورت مقدسہ کے نورانی جلووں کے علاوہ آپ کے تصرفات وکمالات پر۔ قرآن پاک نے بعض اہل مکہ وطائف کے اس زعمِ باطل کی کئی جگہ تردید فرمائی جن کے نزدیک نبوت کسی دولت منداور امیر کبیر کوملنی چاہیے تھی۔ قرآن پاک نے تصریح فرمادی

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ ۔ (الانعام:۱۲۵)

ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے (کنزالایمان)

گویا نبوت ورسالت محض وہبی ہے اس کیلئے اپنی تگ ودو بے معنیٰ ہے۔ یہ دنیا کمانے سے حاصل ہوتی ہے نہ یہ دنیا کی چیز ہے۔ (جیسے مرزا قادیانی کذاب کا تصور تھا) اور اس کا فیصلہ خود اللہ کو کرنا ہوتا ہے کہ کسے رسول بنائے اور کسے نہ بنائے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے ان دانشورانِ قریش پر جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجائے خود کو نبوت ورسالت کا اہل سمجھتے تھے۔ جن احمقوں کے پاس دولتِ فانی، عقلِ عیار کے سوا کوئی خوبی نہیں تھی، وہ نبوت کے مستحق بنتے تھے۔ نبوت ورسالت تو سچے رب کا سچا پیغام امانت ودیانت سے اس کے بندوں کو پہنچانے کا نام ہے۔ اس کیلئے ظاہر ہے سچے اور امانتدار انسان کی ضرورت ہے نہ کہ دولت وثروت والے کم عقل کی جس کو بتوں کی بے بسی اور بے حسی بھی نظر نہیں آتی اور بڑے شوق سے ان کے سامنے اپنی جبینِ نیاز جھکا دیتا ہے۔ سچا اور امانتدار ہی نہیں، سب سے سچا اور سب سے زیادہ امانتدار ہونا چاہیے اور وہ اس ماحول میں کون تھا؟ ظاہر ہے وہی ذاتِ قدسی صفات جسے اپنے پرائے الصادق اور الامین کہتے تھے۔ یوں تو صدق وامانت ہی دو وصف کافی ہیں جن سے کسی کی عظمت کو پہچانا جائے مگر ان کے علاوہ بھی فکر وعمل کے کسی گوشے کو دیکھا جائے تو بعثت سے قبل کے زمانے میں بھی کیا کہیں کسی کو کوئی کمی نظر آتی ہے۔

مکہ معظّمہ میں کیا کچھ نہیں ہوتا تھا، ان سب کو پیش نظر رکھئے اور پھر سوچئے کہ ان گونا گوں معائب ومعاصی کے سیلاب میں ایک شخصیت پوری استقامت کے ساتھ چٹان پر یوں کھڑی نظر آتی ہے کہ کوئی موجِ گناہ بھی اس کی جوتی کے تلوے تک نہیں پہنچ پاتی، کیا محض اتفاق سے ہے، ہرگز نہیں، عقل سے کہو، پورے خلوص سے فیصلہ دے، یقیناً یہ کسی جلیل القدر نگہبان کی حفاظت کا نتیجہ ہے۔ ہاں ہاں جسے سب بالاتفاق 'الصادق' اور 'الامین' کہتے تھے، یقیناً نبوت کا وہی حقدار تھا جو سچے رب کا سچا پیغام لے کر امانت ودیانت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس کے بندوں تک پہنچا سکتا۔ پھر یہ شخصیت رحیم وکریم ہے، غریب نواز ہے، یتیم پرور ہے، سراپا ایثار ہے، ایفائے عہد میں اس کا کوئی ثانی نہیں، یہ فیصلہ فرمائے تو قتل وخونریزی کے امکانات تک رک جاتے ہیں، شرم وحیا اور مہر ووفا گویا اسی کے دم قدم سے زندہ ہیں

، پھر یہ سب اوصاف پورے معاشرے کے علم میں ہیں اور مکہ معظّمہ میں اور اس کے نواح میں کوئی نہیں جو اس سراپا خیر شخصیت کی عظمت اخلاق سے شناسا نہ ہو۔

پھر قدرت نے ایک اور خصوصیت بھی اسے بخشی ہے،اس کی دعا تیر بہدف ہے۔اس کے بچپن کا زمانہ ہے،لوگ خشک سالی سے بلبلا اٹھے ہیں، جناب عبدالمطلب کے پاس آتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں،اپنے بتوں کو آزما آئے ہیں، پتھروں کے ہاں سے اپنی قسمت پھوڑنے اور ذلت نچوڑنے کے سوا کچھ نہیں ملا۔ان کا تجربہ ہے کہ عبدالمطلب کا گھر دارالشفا اور دارالسخا ہے۔عبدالمطلب اپنے اسی گورے چٹے سراپا حسن پوتے کو باہر لاتے ہیں اور اُن سے دعا کراتے ہیں،کام بن جاتا ہے چھم چھم بارش ہونے لگتی ہے،جنگل میں منگل کا سماں بن جاتا ہے۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا دریا بہادیئے ہیں، دربے بہادیئے ہیں

ہاں ہاں یہ چلتے ہیں تو بادل سایہ کئے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ بیٹھتے ہیں تو بادل بھی ٹھہر جاتے ہیں اور چلتے ہیں تو وہ بھی متحرک ہو جاتے ہیں۔شام ویمن کے کاہن اور راہب ان کی بعثت کی خبریں دے رہے ہیں اور حلیہ اور دوسری علامات نبوت خود مکہ معظّمہ کے تاجروں کو بتاتے ہیں۔اتنا اہتمام آخر کس لئے تھا محض اس لئے کہ یہ سب کے نبی ہیں (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سو سب انھیں پہچان لیں کوئی کسی ذریعے سے اور کوئی کسی ذریعے سے۔انھیں پہچان لیں گے تو اپنے رب کو پہچان لیں گے جس نے اپنے محبوبِ یکتا کو یکتا صورت، یکتا سیرت اور یکتا قدرت وتصرف سے نوازا ہے۔

نجد و دیوبند کے محققین اور موحدین کو ٹھنڈے دل (اگر انھیں ٹھنڈا دل نصیب ہے) سے غور کرنا چاہئے کہ نبوت کی پہچان کا ذریعہ خود رب قدیر و حکیم نے کیا ٹھہرایا ہے۔اور آپ بھی دین حنیف کی کوئی خدمت سرانجام دینا چاہتے ہیں تو عظمتِ مصطفٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف عنوانوں پر ایمان لاؤ اور دوسروں کو پورے خلوص سے اس طرف متوجہ کرو۔اس وقت تک سچی بات یہی ہے کہ تمھارا رویہ اللہ کے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ غلامانہ و عاشقانہ نہیں بلکہ باغیانہ و معاندانہ ہے۔تم قرآن پاک پڑھتے پڑھاتے ہو، تمھیں آخر اس بات کی سمجھ کیوں نہیں آتی کہ دین کی بات نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی کی عظمت سے چلتی ہے۔دنیا آج جن مسائل میں گھری ہوئی ہے، اس کا حل قرآن مجید میں یقیناً ہے اور عملاً اس کا ثبوت سیرتِ طیبہ ہی سے ملے گا،اللہ کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تھوڑے عرصے میں اردگرد کی دنیا کو کونسا نظام دیا اور کس طرح عدل وامن سے معمور کر دیا، عقل انسانی کیلئے از حد حیران کن ہے۔پھر اس کی مزید تشریح وتفسیر ان خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سیرتِ طیبہ میں ملتی ہے جو اس خواجۂ دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلاواسطہ زیر سایۂ دامن تربیت پاتے رہے ہیں۔محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سیرتِ طیبہ قبل از بعثت دیکھیں، بعثت کے بعد قیام مکہ پھر ہجرت مدینہ اور مابعد کے واقعات، ہر گوشہ نور اور ہر عنوان رخشندہ نظر آتا ہے۔ایمان سے کہئے کیا بہترین اخلاق کے علاوہ لاجواب تصرفات بھی دل ودماغ کو منور کرنے والے ہیں کہ نہیں اور سچ پوچھئے تو حق وباطل میں نکتہ امتیاز کیا ہے اسے سمجھنے کیلئے سیرت پر خوب غور کرنا ہوگا۔اگر فکر وتدبر کا فقدان ہے تو اہل فکر وتدبر سے پوچھئے

بہ مشتاقاں حدیث خواجہ بدر و حنین آور تصرف ہائے پنہانش بچشمم آشکار آمد

اور اقبال کے اس شعر پر بھی غور کیجئے

جو قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہے محروم حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

غزوات میں جہاں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عسکری قیادت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نظم وضبط جیسے عنوانات جاذبِ قلب ونظر ہیں وہاں تصرفات کی اپنی اہمیت بھی ہے۔ جنگِ بدر کے ذکر میں جہاں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کفار کے مرنے کی جگہ کی نشاندہی کا بیان آتا ہے اور جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شوق شہادت کے قصے سنے پڑھے جاتے ہیں، وہاں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک مٹھی ریت پھینکنے کا تذکرہ بھی موجود ہے جس کا ایک ایک ذرہ ایک ایک کافر کی آنکھ میں پہنچا اور وہ بھاگنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ ایک دن پہلے کافروں کے مقتل کی خبر دے کر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوصلے بڑھائے اور ایک مٹھی ریت سے قریباً تین ہزار کفار بھگائے۔ یہ ہے وہ فیضان سماوی جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں آپ کی امت کے شامل حال ہے۔ اور تاریخ اسلام میں سینکڑوں ایسے معرکے آپ کو نظر آئیں گے جہاں فتح روحانی شخصیات کی برکات وتصرفات سے رونما ہوئی۔ کسی کو نہ ماننے کا جنوں ہو تو الگ بات ہے ورنہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں بھی بیسیوں ایسے واقعات پیش آئے جو فیضانِ سماوی کی زندہ تفسیر ہیں۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے جلوے، حضور وشہود کی تجلیاں، خداداد اختیارات کی وسعتیں بیکس پروری کے شواہد، امداد واعانت کی مشکلکشائیاں، نعرہ تکبیر کے ساتھ نعرۂ رسالت کی گونج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم وتلقین میں کہاں کہاں نہیں۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کا صدق دل سے مطالعہ کر لیجئے اور ان میں کتاب الصلوٰۃ، کتاب الصوم اور کتاب الحج کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کر لیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا ذکر کہاں کہاں اور کیسے کیسے آیا ہے۔ پھر تفاسیر اور تواریخ وسیر میں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے بعد کے اسلامی ادب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لامحدود عظمتوں، رفعتوں اور شوکتوں کے تذکرے جا بجا موجود ہیں، علمائے نجد و دیوبند کو عقل نہ آئی انھوں نے ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس غلبے کے باوجود اسے مٹانے کی ناپاک کوشش کی اور چند لوگوں کو روسیاہ کر کے ہی دم لیا۔ سچ فرمایا اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

ان کی ناپاک کوششوں کا یہ پہلو کہ وہ القابات واعزازات جو صرف حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مخصوص ہیں، انھوں نے ان کے مفہوم میں رد وبدل کرنے کی کوشش کی یا انھیں مخصوص نہیں مانا۔ مثلاً 'خاتم النبیین' کی اصل روح ہی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے کامل واکمل نبی ہیں کہ آپ کے تشریف لانے کے بعد ابدالآباد تک کسی اور نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ مگر بانی دیوبند نے مدرسہ دیوبند کی خشت اول رکھنے کے ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا کہ خاتم النبیین سے آخری نبی مراد لیں تو اس سے مدح کا پہلو ہی نہیں نکلتا، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یا بعد میں کوئی نبی مبعوث ہو جائیں تو خیر سلا ہے، خاتمیت بدستور قائم رہے گی۔ رحمۃ للعلمین کے بارے میں انھوں نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر یہ لفظ بولا جا سکتا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا۔

علمائے نجد و دیو بند کو نجانے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض کیوں ہے، تقریباً ہر جگہ انھوں نے اسی ناپاک ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ مثلاً مولانا قاسم نانوتوی، ہاں ہاں خاتم النبیین کا معنی بدلنے والے مولوی نے اپنی اسی کتاب تحذیر الناس میں اور بھی کئی گل کھلائے ہیں اور کھل کر ابولہبی ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے مثلاً ایک جگہ نبی علیہ السلام کی غیر نبی پر عملی فضیلت کا یوں انکار کرتے ہیں:

''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں''۔

دیکھا آپ نے انبیاء علیہم السلام کی برتری کا انکار کس دھڑلے اور کس ڈھٹائی سے کیا ہے، فرمایئے کہ اگر انبیاء علیہم السلام جن کی ادا ادا پر مقبولیت کی مہر لگی ہوتی ہے اور جو اپنی امت کیلئے کامل و احسن نمونہ بنائے جاتے ہیں اگر وہ خود اپنی امت کے افراد کے برابر نیکیاں نہیں کر سکتے تو مقتدا کس معنیٰ میں اور ان کی اطاعت کیوں؟ حیرت ہے کہ جنھیں اللہ نے معصوم بنایا ہے ان سے غیر معصوم کو بڑھایا جائے۔ کیسی جہالت ہے اور کتنی خودسری ہے۔

اب آیئے انبیاء علیہم السلام کے علم کی طرف جس کی برتری کا نانوتوی صاحب نے مندرجہ بالا عبارت میں اقرار کیا ہے کہ دیو بند و نجد کے سپوتوں نے اسے کس حد تک تسلیم کیا ہے۔

''ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان'' (تقویت الایمان)

انصاف سے سوچئے یہاں بڑے بندوں سے کیا مراد ہے اور بے خبر اور نادان کسے کہا گیا ہے۔

؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

بات بات میں تعفن ہے اور یوں لگتا ہے جیسے بدبختوں نے مقام نبوت کی توہین ہی کو مقصدِ زیست ٹھہرالیا ہے، جیسے عشاق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیہم الرضوان) بہانے بہانے سے اپنے محبوب اعظم و اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترانے شروع کر دیتے ہیں اور عنوان کوئی بھی ہو، جب تک وہ اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کا ذکر نہ کر لیں، انھیں چین نہیں آتا۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے بقول:

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو　　　　نمکیں حسن والا ہمارا نبی !!

نجد و دیو بند کے زاغ خور جب تک گستاخی کر کے مسلمانوں کا دل نہ تڑپالیں، شاید انھیں کھانا ہضم نہیں ہوتا۔

حق یہ ہے کہ دیو بندی سفینے کے ناخداؤں نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی تباہی کیلئے کوئی کسر نہیں چھوڑی، انسان کیلئے سب سے زیادہ مہلک بے ادبی کا زہر ہے، دیو بندیوں کی ایمانی خودکشی کا ایک اور منظر دیکھئے کہ جس علمی برتری کا ایک جگہ اقرار کیا ہے، اسے کس حد تک نبھایا ہے۔

''خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں''۔

اب ایمان اور انصاف سے غور کیجئے، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے اشخاص کے بارے میں مختلف اوقات میں فرمایا کہ

جسے جنتی دیکھنا ہو اس کو دیکھ لے، فرمایئے صحابہ کرام میں سے مقدس ترین گروپ کو عشرہ مبشرہ کہنے کا کیا سبب ہے، بے شمار احادیث میں قبر، حشر اور جنت و دوزخ کی جو تفصیلات بتائی گئی ہیں، کیا علم کے بغیر ہیں، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن پاک میں شہید فرمایا گیا ہے۔ اس کا سبب کیا ہے، حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی جیسے بیہقی وقت نے یکون الرسول علیکم شہیداً (البقرہ) تاکہ یہ رسول تم پر شہید یا گواہ ہوں کے تحت جو ایمان افروز وہابیت سوز عبارت لکھی ہے، اسی کو دیکھ لیتے آپ فرماتے ہیں، (آسانی کیلئے ترجمہ ہی پیش کیا جا رہا ہے)

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نور نبوت سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجے میں ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کونسا حجاب اس کی ترقی میں مانع ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے گناہوں کو، تمہارے ایمانی درجوں کو، تمہارے اچھے برے اعمال کو اور تمھارے اخلاص ونفاق کو جانتے پہچانتے ہیں، اس لئے ان کی گواہی بحکم شرع بھی امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے"۔ (تفسیر عزیزی)

پھر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لا ادری فرمانے کا مطلب کیا ہے، صرف یہ کہ اٹکل پچو اور محض ظن وتخمیں سے نہیں جانتا بلکہ اللہ کے فضل سے یقینی طور پر جانتا ہوں۔ ورنہ وہ آیات جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام محمود پر فائز ہونے کا یا مومنوں کے جنت میں اور کفار ومشرکین کے دوزخ کے عذاب میں داخل ہونے کا ذکر ہے کیا مطلب ہوگا۔ پھر بخاری ومسلم کی ان روایات کا کیا کرو گے جن میں صراحت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب اہل جنت کے جنت میں اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے حالات بیان فرمائے ہیں اور جنہیں تھانوی صاحب جیسے دیوبندی حکیم الامت نے نشر الطیب میں لکھا ہے۔

پھر وہ حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو زمین وزماں اور مکین ومکاں سب کی خبر رکھتے ہیں، ان کے نام پاک سے اس قسم کی حدیث گھڑنا کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور اس کا راوی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ کو ٹھہرانا ستم بر ستم ہے، جنھوں نے اس روایت کے بارے میں وضاحت سے مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ

جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایتے بداں صحیح نشدہ

(یعنی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات بے اصل ہے اور یہ روایت صحیح نہیں۔)

کتنی خوفناک رسول دشمنی ہے کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اس روایت کو بے اصل قرار دے رہے ہیں اور دیوبند کا محقق ومفتی خلیل احمد انبیٹھوی اسی کو پھر انھیں کے نام سے پیش کر رہا ہے اور استدلال کر رہا ہے کرشمہ بغض نہیں تو کیا ہے۔ سوچئے آدمی جس نبی کا کلمہ پڑھے اسی کی شان وعظمت گھٹانے کیلئے بھی اگر ایسے ہتھکنڈے اختیار کرتا ہے، تو کیونکر معلوم ہوگا کہ اس کے سینے میں ایمان کی کوئی رمق موجود ہے اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہونے کا کچھ بھی احساس یا شرم ہے۔ خلیل احمد انبیٹھوی ملت دیوبند کا معمولی فرد نہیں، مناظر ہے، ترجمان ہے، مورخ ہے، مدرس ہے، اتنا اہم شخص ہونے کے باوجود جھوٹ بولتا ہے اور اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی شان کو چھپائے۔ لعنت ہو اس جھوٹی توحید پر جس نے اس کو باغی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا دیا ہے اور لعنت ہو اس شیطانی علم پر جس نے اسے گستاخ

حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بنادیا ہے۔

سوچئے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انھیں بغض ہے تو آخر کس بنا پر ہے۔ حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا کیا بگاڑا ہے، وہ تو کسی کا بھی نہیں بگاڑتے، وہ تو کسی کا بگاڑنا چاہتے ہی نہیں کیونکہ ان کی طبیعت مقدسہ کا جوہر خاص رحمت ہے۔ وہ سراپا رحمت ہیں اس لئے سنوارتے ہی سنوارتے ہیں۔ جو عمر بھر کے دشمنوں کو ایک جنبشِ لب سے معاف فرمادے، اس کے خلاف ہونا بلا وجہ نہیں تو کیا ہے۔ بدترین بیوفائی نہیں تو کیا ہے

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سربسر
ارے تجھ کو کھائے تپِ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

علمائے دیوبند کی اخروی تباہی کیلئے یہی کافی ہے کہ انھوں نے اس محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معاذ اللہ ٹکر لی جس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے آداب خود اللہ نے سکھائے ہیں اور جن کی آواز سے اپنی آواز کا محض بلند ہونا بھی تمام عبادات وحسنات کے اکارت جانے کا سبب بن جاتا ہے:

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر   نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

بلکہ دوسرے مصرعے کو یوں بھی پڑھا جا سکتا ہے

نفس گم کردہ می آید عتیق و جبرئیل ایں جا

عتیق یعنی صدیق اکبر جیسی افضل البشر بعد الانبیاء رضی اللہ عنہ اور جبرئیل سید الملائکہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی شخصیات بھی سانس روک کر اور سراپا ادب و نیاز بن کر ان کے ہاں حاضر ہوتی ہیں۔

یہیں سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ فرزندان نجد و دیوبند نے اسلام کی کیا تبلیغ فرمائی اور کہاں تک کافروں کو مسلمان کیا۔ حق یہ ہے کہ انھوں نے جھوٹ سوچا، جھوٹ بولا اور جھوٹ پھیلایا، اور جھوٹ بھی وہ جو باغیان رسالت کا جھوٹ ہے، یعنی سب سے زیادہ مہلک جھوٹ اگر جھوٹ ہی ان کو مقصود نہیں تھا تو جہاں بخاری کی کتاب الجنائز کی ایک روایت میں **واللہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم** کے الفاظ موجود ہیں، وہیں اسی کتاب الجنائز میں یہ روایت بھی موجود ہے جو نجدی و دیوبندی کی عیب بین نگاہوں سے ہمیشہ پوشیدہ رہتی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن تشریف لے گئے اور اہل احد پر نماز جنازہ کی طرح نماز پڑھی پھر منبر کی طرف واپس ہوئے اور فرمایا

انی فرط لکم وانا شھید علیکم وانی واللہ لانظر الی حوضی الان وانی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض وانی واللہ مااخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا

ترجمہ: میں تمہارا میر ساماں ہوں اور تمہارا گواہ ہوں اور میں بخدا اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کل کنجیاں یا زمین کی سب کنجیاں دی گئی ہیں اور بخدا مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ تم لوگ میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ ان

خزانوں کو دوسروں سے زیادہ حاصل کرنے کی خواہش کرو گے۔

پھر اس کے علاوہ اور کئی ایمان افروز احادیث بخاری شریف اور صحاح ستہ میں ہیں مگر دشمن نہیں دیکھتے یہ الفاظ قرآن پاک میں بھی ہیں مگر وہاں و اللہ (اللہ کی قسم) نہیں

قل ما کنت بدعامن الر سل ومماادری ما یفعل بی ولا بکم ط ان اتبع الا ما یوحی الی وما انا الا نذیر مبین o

ترجمہ: تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور تمہارے ساتھ کیا، میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا۔ (الاحقاف:۹) (کنزالایمان)

غور کرو تو بات کھل جاتی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیاس اور اٹکل سے نہیں بلکہ وحی سے جانتے ہیں، کیوں! اٹکل سے وہ جانیں جن پر وحی نہ آتی ہو اور وحی کا علم ہی تو سب سے یقینی ہے اس لئے نبی کا علم ہاں ہاں ہر نبی کا یقینی ہوتا ہے، بہر حال یہ آیت تو دیکھ لی مگر درج ذیل نظر نہیں آئیں۔

عسی ان یبعثک ربک مقامامحمودا (بنی اسرائیل:۷۹)

ترجمہ: قریب ہے کہ تمھیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمھاری حمد کریں۔

کا ارشاد بھی موجود ہے

اور پھر کلام ربانی میں یہ وعدہ بھی جگمگ چمک رہا ہے۔

وللاخرۃ خیر لک من الاولی o ترجمہ: اور بیشک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

ولسوف یعطیک ربک فترضی o (سورۃ الضحیٰ)

ترجمہ: اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اس قسم کی اور کئی آیتوں کے ہوتے ہوئے **ما ادری** سے چمٹے رہنا بغض نہیں تو اور کیا ہے کسے معلوم نہیں کہ **القران یفسر بعضه بعضا** یعنی قرآن پاک کی بعض آیات والفاظ دوسری آیات والفاظ کی تفسیر کرتے ہیں۔ اسی لئے تدبر فی القرآن یعنی قرآن پاک میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا ہے۔

کتنے غضب کی بات ہے جس محبوب اکرم واعظم واعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خود اللہ تعالیٰ نے مخاطب ہو کر فرمایا:

وعلمک ما لم تکن تعلم (النساء:۱۱۳) ترجمہ: اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

یعنی جو چیز بھی ماضی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں نہیں تھی، رب نے سکھا دی۔ نجدیوں اور دیوبندیوں کی توحیدی آنکھ کو یہ آیات نظر کیوں نہیں آتیں، کیا آپ نے سیرت کی کتابوں میں نہیں پڑھا کہ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آکر توریت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر خیر کا انکار کرتے تو آپ انہیں توریت پڑھنے کا حکم دیتے، وہ پڑھنے لگتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی آیات پر ہاتھ رکھ لیتے پھر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں فرماتے کہ ہاتھ ہٹا کر پڑھو تو وہ پڑھتے اور ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کے بیان سے شرمندہ ہو جاتے۔ آج کل نجدیوں اور دیوبندیوں کیلئے بھی یہی شرمندگی مستقل ہوتی جا رہی ہے۔

احسان (حدیث جبریل کی روشنی میں)

مفتی غلام دستگیر نقشبندی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک دن ناگاہ ایک شخص وارد ہوا، اس نے نہایت سفید کپڑے پہن رکھے تھے اور اس کے بال انتہائی سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کوئی نشان ظاہر نہ تھا اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا نہ تھا وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھ کر عرض کیا 'یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اسلام کے بارے میں خبر دیجئے'"

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر طاقت ہو تو بیت اللہ شریف کا حج کرے۔" اس نے کہا "سچ فرمایا آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے"۔ پس ہم نے تعجب کیا اس وجہ سے کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال بھی کرتا ہے اور پھر تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ "مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے"۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور ایمان لائے تقدیر پر کہ بھلائی اور برائی اسی کی طرف سے ہے"۔ اس نے کہا کہ سچ فرمایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے۔ پھر کہا مجھے احسان کے بارے میں خبر دیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "(احسان یہ ہے کہ) تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے (گویا) تو اسے دیکھ رہا ہے پس اگر تو نہ دیکھ سکتا ہو تو وہ تجھے دیکھتا ہے"۔

حدیث مذکور کے تیسرے حصہ کا تعلق احسان سے ہے اور احسان کی یہی کیفیت تصوف کی شکل اختیار کر گئی کیونکہ صوفیاء احسان کی اس کیفیت کی تلقین کرتے تھے کہ خلوص اور دل کی گہرائی سے اللہ جل شانہ کی عبادت کا حق ادا کیا جائے تا کہ حلاوت ایمان نصیب ہو ورنہ ظاہر پرستی تو زبان تک محدود رہتی ہے اور اس کا دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

مزید تشریح کے لئے بہتر سمجھتا ہوں کہ اسے شیخ طریقت، عالم باعمل اور ولی کامل حضرت صوفی عبدالمجید صاحب علیہ الرحمہ کے ملفوظات زیب قرطاس کروں، وہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام چند ایک اعمال کے مجموعہ کو فرمایا گیا ہے اور ایمان چند ایک عقائد کو فرمایا گیا ہے۔ عقیدہ وعمل دونوں کے ذکر کے بعد ایک تیسری اور ان دونوں سے بلند تر منزل احسان کی آتی ہے جس کا تعلق جاننے، ماننے اور کرنے سے نہیں بلکہ مشاہدہ اور رویت سے ہے اور یہی سلوک وطریقت کی منزل ہے، اسی لئے عارف کامل، فاضل بے بدل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اہل تصوف کی بجائے اہل احسان ہی کی اصطلاح اختیار فرمائی جو کہ قرآن پاک کی آیت **والذین اتبعوا ھم باحسان** سے اخذ کی گئی ہے۔ شیخ محترم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"اصل سوال تو یہ ہے کہ اسلام کے ارکان اور ایمان کے اجزاء تو بے شک کتابوں سے دریافت ہو جاتے ہیں لیکن ہر عمل کے پیچھے ایک روح عمل کارفرما ہوتی ہے اور وہ محض کتابوں اور نوشتوں سے حاصل نہیں ہو سکتی، بلکہ قلب کو مرتبہ احسان تک پہنچانا، باطن کا تزکیہ، نفس کی جلاء، اخلاق کی پاکیزگی، عادت وخصلت میں ایثار، یہ سب ایک زندہ معلم کے بغیر ممکن نہیں جو قانون اور ضابطے کتابوں میں درج ہو سکتے تھے وہ درج کر دیئے گئے، لیکن جو کیفیات ایک قلب سے دوسرے قلب میں منتقل ہونے والی تھیں وہ کاغذوں پر کس طرح آ سکتی تھیں۔ اس

لئے حضور پرنور سرورکون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ما صب اللہ شیاءً فی صدری الا سببتہ فی صدری ابی بکر

ترجمہ: جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا تھا وہ میں نے ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی ایسی بات بھی ہے جو سینے سے سینے میں ڈالی جاتی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ’’عمر جانتے ہو سائل کون تھا‘‘۔ میں نے عرض کیا کہ ’’اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں‘‘۔ فرمایا ’’یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے‘‘

ثابت ہوا کہ اللہ کا دین تین اجزا سے مرکب ہے اسلام، ایمان اور احسان۔ یعنی احسان کے بغیر دین مکمل نہیں اور سلوک وتصوف و طریقت ہی احسان ہے۔ گویا سلوک وتصوف عین دین بلکہ دین کی روح ہے۔

تفہیمات الٰہیہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ’’قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ تیسرا فن مقاصد شرعیہ کے ماخذ کے لحاظ سے بہت باریک اور گہرا ہے اور تمام شریعت کے لئے اس فن کی وہی حیثیت ہے جو جسم کے لئے روح کی اور لفظ کے لئے معنیٰ کی ہے۔‘‘

حدیث جبریل کی تاریخی حیثیت اس اہمیت میں اور بھی اضافہ کرتی ہے۔ جبریل امین علیہ السلام کا انسانی صورت میں آکر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کے سامنے یہ کلام کرنا اس زمانے کا واقعہ ہے، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس آچکے تھے۔ دین کی تکمیل ہو چکی تھی اور ایک ہی مجلس میں دین کا خلاصہ حضرت جبریل علیہ السلام کے سوالات کے ذریعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوا دیا کہ دین مرکب ہے تین امور سے (ان میں سے ایک بھی کم ہو تو دین کی تکمیل نہ ہوگی)۔ مثال کے طور پر نماز مغرب کی تین رکعات ہیں اور اگر کوئی شخص دو رکعات ادا کرے اور تیسری رکعت ادا نہ کرے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح جب قلبی احوال، اخلاص، توکل، خشیت اور مشاہدہ حق کو چھوڑ دیا تو دین مکمل نہ ہوگا۔

عبادات کی روح............احسان:

مندرجہ بالا سطور سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ حدیث جبریل علیہ السلام کا تقاضا یہ ہے کہ احکام خداوندی کی بجا آوری صرف ظاہری اعضاء و جوارح تک محدود نہ رہے، بلکہ روح کی گہرائی تک اتر جائے اور دل بھی راکع وساجد ہو۔ اس کیفیت کو حضور قلب کہا جاتا ہے، حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

لا صلوٰۃ الا بحضور القلب الا للہ الدین الخالص

ترجمہ: نماز نہیں ہوتی جب تک دل حاضر نہ ہو، خبردار عبادت واطاعت خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

اور اسی سلسلے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے:

لا اعبد ربا لم اراہ ترجمہ: میں ایسے رب کی عبادت نہیں کرتا جس کو میں دیکھتا نہ ہوں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں جس وقت عبادت کرتا ہوں تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ گویا میں خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں، نیز قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

فاعبد اللہ مخلصاً لہ الدین ترجمہ: پس عبادت کریں اللہ کی خالص طور پر اس کی عبادت کرتے ہوئے۔

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ دین کی تکمیل کے لئے عقائد کی درستی اور اعمال میں خلوص کے علاوہ انسان کے قلب اور باطن کی شمولیت کے ساتھ خصوصی کیفیات مثلاً اللہ تعالیٰ کی محبت، خشوع وخضوع اور اخلاص کا ہونا نہایت ضروری ہے تا کہ ایمان کی حلاوت نصیب ہو

بہترین امت

پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر و تومنون باللہ

ترجمہ: تم بہترین امت ہو، تمہیں لوگوں کے لئے تیار کیا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (آل عمران: ۱۱۰)

شان صحابہ وخلفائے راشدین علیہم الرضوان: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اور یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کا فیض ہدایت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ خیر امۃ (بہترین امت) کے اس لقب سے صحابہ کرام علیہم الرضوان سرفہرست نوازے گئے۔ انہیں اس آیت میں براہ راست خطاب کیا گیا۔

اس آیت کا ایک ایک لفظ صحابہ کرام کی فضیلت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ سب سے پہلے فرمایا "کنتم خیر امۃ "تم بہترین امت ہو۔ معلوم ہوا صحابہ کرام کی تعداد ایک دو تین چار نہیں بلکہ اتنی زیادہ ہے کہ اس تعداد پر امت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ معروف یہ ہے کہ صرف حجۃ الوداع کے موقع پر موجود صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار تھی۔ اب اس موقع پر غیر حاضر صحابہ، عورتوں اور بچوں سمیت کل صحابہ کرام کی تعداد کا اندازہ خود فرما لیجئے۔ یہ سارے کے سارے خیر یعنی بہترین لوگ ہیں۔

اس کے بعد فرمایا" اخرجت للناس "یعنی تمہیں لوگوں کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور دین کی خدمت کے لئے منتخب لوگ تھے۔

اس کے بعد فرمایا"تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر "یعنی تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نہ صرف خود نیکی کرتے اور برائی سے بچتے تھے بلکہ لوگوں کو بھی نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے تھے۔

اس کے بعد فرمایا" و تومنون باللہ "یعنی تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے ایمان پر اللہ تعالیٰ کی تصدیق موجود ہے۔ منافق کسی انسان کو دھوکہ دے سکتا ہے مگر دلوں کے بھید جاننے والے خالق ومالک کو ہرگز دھوکہ نہیں دے سکتا اور جب وہی ذات کسی کے ایمان کی تصدیق کر دے تو ایمان کی اس سے بڑی گواہی دائرہ امکان سے باہر ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا باہمی اتفاق واتحاد بھی ان کے بہترین امت ہونے کا مظہر ہے۔ قرآن نے انہیں رحماء بینہم (آپس میں رحم دل) کا خطاب دیا ہے۔ ان کی ایک زبردست خوبی یہ بھی تھی کہ وہ ہر دوسرے بھائی کو اپنے سے بہتر اور متبرک سمجھتے تھے۔ سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے شہزادوں کے نام تبرکاً ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے تھے۔ یہ تینوں شہزادے خوب صورت جوان

تھے۔حضرت عباس شہید کربلا کے سگے بھائی تھے۔حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ میدان کربلا میں بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ان کے اسماء گرامی تاریخ کی بہت سی کتابوں میں آج بھی درج ہیں (مثلاً جلاء العیون صفحہ ۱۹۸، بہتر تارے صفحہ ۹۸، ۱۰۷)

قرآن کہیں مہاجرین وانصار اوران کے پیروکاروں کو اللہ کی رضا کا سرٹیفکیٹ دیتا ہے (توبہ:۱۰۰) کہیں صلح حدیبیہ کے موقع پر چودہ سو صحابہ کے لشکر کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر خون عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لینے کی خاطر بیعت کرنے پر اللہ کی رضا کا اعلان اوران کے قلبی اخلاص کا پرچار کرتا ہے (فتح:۱۸)۔کہیں محمد رسول اللہ کے ساتھی قرار دے کر انہیں کفار پر سخت اور آپس میں رحم دل قرار دیتا ہے (فتح:۲۹)۔کہیں ان کے صحیح ایمان اور عمل کی بنا پر ان سے خلافت کا وعدہ کرتا ہے (نور:۵۵)۔کہیں کہتا ہے کہ "وہ ایسے مومن ہیں جیسے مومن ہونے کا حق ہے" (انفال:۷۴)۔یہ سب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ اقدس کا فیض ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی ایسے مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا ہو یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا ہو۔(ترمذی حدیث:۳۸۵۸)

حضرت عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔میرے بعد انہیں اپنی تنقید کا نشانہ مت بنانا، جس نے ان سے محبت رکھی تو میرے ساتھ محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھی اور جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا تو میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان کے ساتھ بغض رکھا، جس نے انہیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی اس پر ضرور گرفت ہوگی۔(ترمذی:۳۸۶۲)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنے بعد اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا تو اللہ نے میری طرف وحی فرمائی کہ اے محمد! آپ کے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں جو ایک دوسرے سے بڑھ کر مضبوط ہیں اور ہر ایک کی جداگانہ روشنی ہے، جس کسی نے ان کے اختلافات میں سے کسی لائن کو بھی اختیار کرلیا تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔(مشکوٰۃ شریف:۶۰۱۸، وعزاہ الی زرین)۔ تقریباً یہی حدیث احتجاج طبرسی جلد۲ صفحہ ۱۰۶ پر بھی موجود ہے۔

محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنة الله علیٰ شر کم.

یعنی جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں تو کہو، تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔(ترمذی:۳۸۶۶)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ان الله اختار اصحابی علیٰ جمیع العالمین سوی النبین والمرسلین واختار لی منهم اربعة ابا بکرو عمر و عثمان و علیا فجعلهم خیر اصحابی و فی اصحابی کلهم خیر

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو نبیوں اور رسولوں کے سوا سارے جہانوں پر ترجیح دیتے ہوئے پسند فرما لیا ہے اور ان میں سے خصوصاً میرے چار صحابہ کو پسند فرمایا ہے ابوبکر، عمر، عثمان اور علی، اور انہیں میرے صحابہ میں سے افضل بنایا ہے، ویسے میرے سارے صحابہ میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔ (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۴۲۔ الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۴۷)۔

اس حدیث میں چار کا عدد تصریح کے ساتھ موجود ہے، اسی سے چار یار کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس موضوع پر ہم اہل بیت اطہار اور خصوصاً سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کے ارشادات و مرویات اور ان کا عقیدہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہزادے سیدنا امام محمد بن حنفیہ سے مروی ہے: قُلْتُ لابی أی النّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِ ﷺ قَالَ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ یعنی میں نے اپنے والد ماجد علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب آدمیوں میں بہتر کون ہے فرمایا ابوبکر، میں نے عرض کیا پھر کون فرمایا عمر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (بخاری حدیث: ۳۶۷۱، ابوداؤد حدیث: ۴۶۲۹)۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے دانے کو پھاڑ کر پودا نکالا اور ایک ذرے (مالیکیول) سے انسان کو پیدا کیا، اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خلیفہ مقرر کیا ہوتا تو میں آپ کے فرمان کی خاطر جہاد کرتا۔ اگر میرے پاس تلوار نہ ہوتی تو اپنی چادر سے ہی مخالفین پر حملہ کر دیتا اور ابوبکر کو منبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سیڑھی بھی نہ چڑھنے دیتا۔ لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے مرتبے اور ابوبکر کے مرتبے کو خوب سمجھ کر فیصلہ دیا اور فرمایا ابوبکر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ آپ نے مجھے نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس شخص کو ہمارا دینی لیڈر بنانے پر راضی ہیں ہم اسے اپنا دنیاوی لیڈر بنانے پر کیوں نہ راضی ہوں (صواعق محرقہ صفحہ ۶۲)

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر اور عمر، نبیوں اور رسولوں کے سواء جنت کے تمام بوڑھوں کے سردار ہیں خواہ اگلے ہوں یا پچھلے (ترمذی حدیث: ۳۶۶۶، ۳۶۶۵، ابن ماجہ حدیث: ۹۵، المصنف لابن ابی شیبہ ۴۷۳/۷، مسند احمد حدیث: ۶۰۴، مسند ابویعلی حدیث: ۵۳۳، معجم الاوسط للطبرانی حدیث: ۱۳۴۸)۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: لَا أَجِدُ أَحَداً فَضَّلَنِي عَلٰى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِلَّا جَلَّدْتُهُ حدَّ الْمُفْتَرِي یعنی میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتا ہے۔ اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسی کوڑے ماروں گا (فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل حدیث: ۴۹، ۳۸۷، السنۃ لعبداللہ ابن احمد حدیث: ۱۳۲۲، ۱۲۴۲، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث: ۱۰۲۷، ۱۲۵۴، الاعتقاد البیہقی صفحہ ۳۵۸، ۳۶۱، الاستیعاب صفحہ ۴۳۳، المؤتلف والمختلف للدارقطنی جلد ۳ صفحہ ۹۲، المنتقی الذہبی صفحہ ۳۶۱، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۸، صواعق محرقہ صفحہ ۶۰ تفسیر قرطبی

جلد۷ صفحہ ۲۰۶، کنز العمال حدیث: ۳۶۱۵۲، ازالتہ الخفاء جلد ۱ صفحہ ۳۱۷)۔

محدث عبدالرزاق رحمت اللہ علیہ کو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت تھی۔ لیکن چونکہ خود مولا علی نے ابوبکر اور عمر کو اپنے سے افضل قرار دیا ہے لہٰذا فرماتے تھے کہ میری اس سے بڑھ کر بدبختی کیا ہوگی کہ علی کی محبت کا دعویٰ بھی کروں اور علی کا کہنا بھی نہ مانوں (صواعق محرقہ صفحہ ۶۲)۔ حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ: مَا كَانَ مَنزِلَةُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَنزِلَتَهُمَا السَّاعَةَ وَهُمَا ضَجِيعَاهُ یعنی ابوبکر اور عمر کا مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کیا تھا؟ فرمایا جو مرتبہ ان کا اب ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں آرام کر رہے ہیں (مسند احمد حدیث: ۱۶۷۱۴)۔

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں تمام صحابہ میں سب سے افضل چاروں خلفائے راشدین ہیں ان چاروں میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی کو فضیلت حاصل ہے (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۵۸)۔

اس موضوع پر لکھی جانے والی اہم کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔ صواعق محرقہ، سبع سنابل کا پہلا سنبلہ، تحفہ اثنا عشریہ (از: شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ)، آیات بینات (از: نواب حسن الملک سید محمد مہدی علی خان رحمت اللہ علیہ)، تحفہ حسینیہ (از: حضرت علامہ شیخ الحدیث ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی رحمتہ اللہ علیہ) ضرب حیدری (از: فقیر راقم الحروف)

اجماع امت: اس آیت كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ سے ہی معلوم ہوا کہ اس امت کا اکثریتی اور اجماعی فیصلہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ قرآن شریف میں امت کے اجماعی فیصلوں کو سبیل المومنین قرار دیا گیا ہے یعنی مومنوں کا راستہ (النساء: ۱۱۵)۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆...... يدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ یعنی اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ (ترمذی حدیث: ۲۱۶۷)۔

☆...... عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّيْطٰنَ مَعَ الْوَاحِدِ یعنی ہمیشہ جماعت کے ساتھ رہو۔ اکیلے آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی حدیث: ۲۱۶۵)۔

☆...... انَّ اللهَ لَا يَجْمَعُ امتی عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذ شذ فِي النَّارِ یعنی بے شک اللہ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہیں کریگا اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے جس نے جماعت کو چھوڑا اسے آگ میں ڈالا جائے گا۔ (ترمذی حدیث: ۲۱۶۷)۔

☆...... إِنَّ أُمَّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلٰى ضَلَالَةٍ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الإِخْتِلَافَ فَعَلَيْكُمْ بالسواد الاعظم یعنی میری امت کبھی بھی گمراہی پر متفق نہیں ہوگی جب تم اختلاف دیکھو تو بڑے گروہ کے ساتھ ہو جاؤ۔ (ابن ماجہ حدیث: ۳۹۵۰)۔

☆...... میں قیامت کے دن اپنی اُمت کی اکثریت پر فخر کروں گا (ابوداؤد حدیث: ۲۰۵۰، نسائی حدیث: ۳۲۲۷)۔

☆...... قیامت کے دن سو صفوں میں سے اسی صفیں امت محمدیہ کی ہوں گی (مسند احمد حدیث: ۲۳۰۰۴)

سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ”میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جسے یہ محبت حق سے دور لے جائے گی اور دوسرا مجھ سے بغض رکھنے والا جسے یہ بغض حق سے دور لے جائے گا۔ میرے بارے میں درمیانی راہ پر چلنے والے ہی صحیح ہوں گے۔ ہمیشہ بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ بے شک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ تفرقہ بازی سے ہمیشہ بچو۔ جماعت سے الگ ہونے والا شیطان کا شکار بن جاتا ہے جس طرح اکیلی بکری ریوڑ سے بچھڑ کر بھیڑیے کا شکار بن جاتی ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲۷ مطبوعہ ایران، قم)۔

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے: خُذُوا بِالْمُجْمَعِ عَلَيْهِ فَإِنَّ الْمُجْمَعُ عَلَيْهِ لَا رَيْبَ فِيْهِ یعنی جس مسئلے پر اجماع ہوا سے تھام لو، اجماعی مسئلہ میں کوئی شک نہیں ہوتا (مقدمہ اصول کافی صفحہ ۲)۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر: اسی آیت كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کے الفاظ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمنكر سے معلوم ہوا کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اس امت کا طرۂ امتیاز ہے۔

پورا قرآن مجید مختلف قسم کے اوامر اور نواہی سے لبریز ہے۔ اور خصوصاً امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کو فریضہ امر ونہی کی ادائیگی کا حکم ان الفاظ سے ہوا ہے۔

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ یعنی تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو اسلام کی طرف دعوت دے۔ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے (آل عمران: ۱۰۴)۔

اسی طرح حدیث شریف کا تمام ذخیرہ بھی قرآن مجید ہی کے اوامر ونواہی کی تفصیل ہے۔ محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں جو بھی برائی کو ہوتا ہوا دیکھے اسے چاہیے کہ ہاتھ سے روکے۔ اگر ہاتھ سے روکنے کی ہمت نہیں رکھتا تو پھر زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے کی ہمت نہیں رکھتا تو پھر کم از کم دل میں برا جانے۔ یہ ضعیف ترین ایمان ہے۔ (مسلم حدیث ۱۷۷، ابوداود حدیث: ۱۱۴۰، ترمذی حدیث: ۲۱۷۲، نسائی حدیث: ۵۰۰۸، ۵۰۰۹، ابن ماجہ حدیث: ۴۰۱۳)۔

حدیث کی کتابوں میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر، دعوت، وعظ اور نصیحت کے ناموں سے مستقل ابواب موجود ہیں مثلاً پاکستان کی چھپی ہوئی بخاری جلد ا صفحہ ۱۶، مسلم جلد ا صفحہ ۵۱، اور جلد ۲ صفحہ ۲۴۰، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۳۹، ابن ماجہ صفحہ ۲۸۹، مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۶ پر مذکورہ ابواب موجود ہیں۔

کتب فقہ کی کتاب الحظر والاباحۃ میں امر ونہی پر مستقل بحث ہوا کرتی ہے۔

حضرت امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (م ۳۷۰ھ) نے اپنی تفسیر احکام القرآن جلد ۲ ص ۴۸۶ پر، حضرت امام نووی رحمہ اللہ (م ۶۷۶ھ) نے شرح مسلم جلد ا صفحہ ۵۱ پر اور حضرت ملا احمد جیون (م ۱۱۳۰ھ) نے اپنی کتاب تفسیرات احمدیہ صفحہ ۲۰۹ پر لکھا ہے کہ امر ونہی کے وجوب پر پوری اُمت کا اجماع اور اتفاق ہے۔

سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور جدید سائنس

علامہ شہزاد قادری ترابی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میتھی کے فوائد: میتھی فوائد سے بھرپور اور سبز پتوں والی مشہور سبزی ہے، اس میں فولاد اور آئرن کثیر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ چند فوائد ملاحظہ کیجئے:

☆......میتھی میں وٹامن بی، فولاد، فاسفورس اور کیلشیم، جسمانی کمزوری اور خون کی کمی کو دور کرتے ہیں۔

☆......میتھی آنکھوں کی پیلی رنگت، منہ کی کڑواہٹ اور دل خراب ہونے کی کیفیت ختم کرتی ہے۔

☆......بدہضمی، کھٹی ڈکاریں اور بھوک کی کمی دور کرتی ہے۔

☆......میتھی کا استعمال کمر درد، تلی کے درد اور جوڑوں کے درد میں مفید ہے۔

☆......میتھی کا مسلسل استعمال بواسیر کا خاتمہ کر دیتا ہے۔

☆......میتھی کھانسی اور معدے کی اصلاح کرتی اور بلغم نکالتی ہے۔

☆......میتھی کے پتے پکا کر اس کے پانی سے غرارے اور کلیاں کرنا منہ کے چھالے ٹھیک کرنے میں مفید ہے۔

☆......میتھی کولیسٹرول کو کم کرتی ہے۔

☆......میتھی پیشاب آور ہے۔

☆......میتھی کی پتیاں بھوک بڑھاتی اور قبض کشا ہیں۔

☆......میتھی کا قہوہ سانس کی گھٹن، جلن، نزلہ زکام، بخار اور منہ کی بدبو دور کرنے میں مفید ہے۔

بھنڈی کے فوائد: بھنڈی ایک مشہور سبزی ہے، بڑی لیس دار ہوتی ہے، سبز اور سفید دونوں رنگ میں کاشت ہوتی ہے۔ لوگ اسے نہایت شوق سے کھاتے ہیں، بھنڈی اور اس کے بیج بطور دوا استعمال ہوتے ہیں، اس کا ذائقہ پھیکا اور لعاب دار ہوتا ہے۔

☆......بھنڈی کی تاثیر کے باعث اہل بنگال زمانہ قدیم سے اسے گلے کی خراش کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

☆......نزلہ، زکام اور پیشاب کے امراض مثلاً سوزاک وغیرہ کے لئے اس کا جوشاندہ استعمال کیا جاتا ہے۔

☆......بھنڈی کھانے سے پیشاب کی جلن دور ہوتی ہے۔

☆......بھنڈی کھانے سے پیٹ میں ہوا پیدا ہوتی ہے۔ بھنڈی قابض بھی ہے اور صحت مند افراد کو بھی دیر سے ہضم ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ افراد جن کی قوت ہاضمہ درست نہیں، انہیں اس سبزی کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

اس کے علاوہ بھنڈی ہڈیوں کی مضبوطی، جلد کی بہتری، آنتوں کی سرطان سے حفاظت، دل کی بیماریوں سے حفاظت، لو لگنے سے حفاظت، وزن کم کرنے اور کولیسٹرول کی سطح کو کم کرنے میں مفید ہے۔

☆......شیخ طریقت امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے خصوصاً بزرگ افراد کے لیے بھنڈی کا ایک نہایت ہی زبردست نسخہ بیان فرمایا ہے جو جوڑوں کے درد دور کرنے میں بہت مفید ہے۔

ایک بھنڈی سر سمیت لمبائی میں چیر کر پانی کے گلاس یا مٹی کے پیالے میں 10 سے 12 گھنٹے کے لئے بھگو دیں پھر بھنڈی کو پکڑ کر اچھی طرح سے پانی میں نچوڑ لیں اور سارا پانی پی لیں۔

کریلا اور اس کے فوائد: کریلا ایک مفید سبزی ہے، عموماً گرم علاقوں میں پیدا ہوتی ہے۔ کدو شریف کی طرح اس کی بھی بیل ہوتی ہے۔ مزاج گرم وخشک ہے۔ اسے قیمہ کریلے، بھرے ہوئے کریلے، دال کریلے، کریلے گوشت کے طور پر پکایا جاتا ہے۔ بعض لوگ اس کا اچار بھی بناتے ہیں اور اس کا سالن بھی بنایا جاتا ہے۔ کریلے کی کڑواہٹ اس کی خصوصیت ہے، اسے نمک وغیرہ لگا کر بالکل ختم کر دینا طبی لحاظ سے غیر مفید بلکہ کریلے بدمزہ ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ کریلے کے چند طبی فوائد ملاحظہ کیجئے:

☆......کریلوں میں کیلشیم، فاسفورس، پروٹین، وٹامن بی، سی کے ساتھ فولاد کی وافر مقدار پائی جاتی ہے۔

☆......کریلا سب سے زیادہ ذیابیطس (شوگر) کے مریض میں مفید ہے۔

☆......شوگر کے مریض اسے دھو کر بغیر چھیلے، یا قیمے کے ساتھ یا توے پر سینک کر یا خشک کر کے ان کا سفوف (پاؤڈر) روزانہ دو گرام کھائیں۔

☆......کریلا موٹاپا ختم کرتا ہے۔

☆......کریلے کی کڑواہٹ کے سبب اس میں ایسے خواص ہیں جو خون کو صاف کرتے ہیں۔

☆......پھوڑے، پھنسی، خارش یا جلدی امراض میں کریلا پکا کر یا کچا کھانا بہت مفید ہے۔

☆......کریلا معدے کو مضبوط کرتا، کھانا ہضم کرتا اور بھوک لگاتا ہے۔

☆......اعصابی توانائی کے لئے کریلا ایک عمدہ ٹانک (نسخہ) ہے۔

☆......پیٹ کے کیڑے مارنے میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔

☆......کریلے کا استعمال گردے ومثانے کی پتھری خارج کرنے، یرقان، جریان، لقوہ، فالج، قبض، جوڑوں کی درد، بلغمی امراض، ہیضہ اور بواسیر میں بھی مفید ہے۔ (ماخوذ از پھلوں، پھولوں اور سبزیوں سے علاج ص 351)

”مکتوب بست وسوم“ چوبیسواں مکتوب (۲۴)
کشف المعانی لمکتوبات امام ربانی۔۔۔۔۔شرح مکتوبات شریف

(محدث زماں حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ)

ادارہ الحقیقہ کے لیے جہاں یہ امر باعث عزوشرف ہے وہیں ہمارے قارئین کے لیے مادیت زدہ ماحول میں، قطبِ وقت، قندیل نورانی محدث رحمانی، غوث صمدانی، امام ربانی، المجد دالمنو رالف ثانی، ابوالبرکات شیخ بدرالدین احمد فاروقی، نقشبندی، سرہندی قدس سرہ العزیز کے مکاتیب جو مکتوبات امام ربانی (مکتوبات شریف) کے نام سے معروف ہیں، علوم ومعارف اور حقیقت ومعرفت کا بحرِ ذخار ہے جو اس قدر مشکل اور اَدق ہیں کہ بقول امام ربانی مجدد الف ثانی علما کے علوم اور اولیاء کے معارف سے وراء ہیں جو مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہیں اور الف ثانی کے مجدد کے ساتھ خاص ہیں۔ نیز یہ علوم ومعارف کشف صحیح اور الہام صریح سے ثابت ہیں جو کتاب وسنت کے عین مطابق اور اہلسنت کے عقائد وآراء کے بالکل موافق ہیں۔

ادارہ مجلّہ الحقیقہ اپنے قارئین کے لیے آسان اور عام فہم انداز میں، محدث زماں حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ **”کشف المعانی لمکتوبات امام ربانی“** جو کہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات شریفہ کی شرح، پہلی بار شائع کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے، مجلّہ الحقیقہ کو اسلام اور تصوف کی حقیقی تصویر پیش کرنے اور قارئین کو فیض حاصل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ الحقیقہ) (یہ مکتوب عربی زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا گیا)

عربی	فارسی	اردو
”اُرسل الی محمد قلیچ خان فی بیان ان الصوفی کائن بائن وان تعلق القلب لا یکون با کثر من واحد وان ظہور المحبۃ الذاتیۃ یستلزم استواء الایلام والانعام من المحبوب والفرق بین عبادۃ المقربین وعبادۃ الابرار وکذا بین الاولیآء المرجوعین الی دعوۃ الخلق“	مکتوب بست وچہارم بہ محمد قلیچ خان صدور یافتہ در بیان آنکہ صوفی کائن است وبائن وہر آئینہ قلب باکثرے از یک تعلق نہ گیرد وبدرستی کہ ظہور محبت ذاتیہ استواء ایلام وانعام محبوب رامی خواہد وبیان فرق میان عبادت مقربین وعبارت ابرار وہمچنین بیان آنکہ از اولیاء مستہلک اند وآنکہ مرجوع بدعوت خلق۔	یہ چوبیسواں مکتوب محمد قلیچ خان کی طرف لکھا گیا اس بیان میں کہ بے شک صوفی کائن اور بائن ہے (مخلوق سے ملنے والا اور جدا) اور بے شک دل کا تعلق ایک سے زیادہ کے ساتھ نہیں ہوسکتا ہے اور بے شک ذاتی محبت مستلزم ہے محبوب کی طرف سے رنج پہنچانے اور انعام دینے کی برابری کو اور عبادت مقربین وعبادت ابرار میں فرق کے بیان میں اور ایسے ہی اس بیان میں کہ اولیاء کا ایک طبقہ فانی اور ایک مخلوق کو دعوت دینے کے لئے لوٹایا جاتا ہے دونوں میں فرق کے بیان میں یہ مکتوب ہے۔
”وسلمکم اللہ سبحانہ وعافاکم بحرمۃ سید المرسلین علیہ وعلی الہ الصلوات والتسلیمات“	حق سبحانہ وتعالی اشمار اسلامت دا راد وعافیت بخشاد بحرمت سید المرسلین علیہ وعلی الہ الصلوات والتسلیمات۔	اللہ پاک وبلند آپکو سلامتی میں رکھے اور عافیت عطا کرے حضرت سید المرسلین علیہ وعلی الہ الصلوات والتسلیمات کے طفیل۔
”المرء مع من احبَّ فطوبیٰ لمن لم یُبق لقلبہ حبًا الا مع اللہ سبحانہ ولم یرد الا وجہہ تعالی وتقدس“	مرد با کسے است کہ دوست داشت او را پس خوشحالی است مرکسے را کہ باقی نہ داشتہ در قلب	ہر شخص اسکا ساتھی جس سے وہ محبت کرتا ہے پس خوش خبری ہے اسکے لئے کہ جس نے اپنے دل میں کسی کی

	خود ہیچ محبتے مگر محبت حق سبحانہ وقصد نہ نمود مگر وجہ اوتعالٰی وتعدس را۔	محبت باقی رکھی مگر اللہ پاک کے ساتھ اور نہ ارادہ کیا مگر اللہ تعالٰی وتقدس کی رضا کا۔
”فیکون ھو مع اللہ جل سلطانہ وان کان ظاھرۃ مع الخلق واشتغل بھم صورۃً وھو شان الصوفی الکائن البائن“	پس چنین کسی با حق است جل سلطانہ اگرچہ بظاہر خود با خلق است و مشتغل بایشان واین است شانِ صوفی کائن بائن۔	پس ایسا شخص اللہ جل سلطانہ کے ساتھ ہوتا ہے اگرچہ اسکا ظاہر خلق کے ساتھ ہوتا ہے اور بظاہر ان کے ساتھ مشغول ہوتا ہے۔ اور یہ ہے شان صوفی کائن بائن (یعنی ایسا شخص کائن بائن ہے۔
” ای الکائن مع اللہ سبحانہ والبائن من الخلق حقیقۃ او المراد الکائن مع الخلق صورۃً والبائن منھم حقیقۃ“	یعنی در حقیقت کائن است با حق سبحانہ و بائن است از خلق یا مراد این است کہ بصورت کائن است با خلق وبحقیقت بائن است از ایشان۔	یعنی اللہ پاک کے ساتھ ہے اور حقیقت میں خلق سے جدا ہے یا مراد یہ ہے کہ بظاہر خلق کے ساتھ ہے اور حقیقت میں ان سے جدا ہے۔ (دونوں معنوں میں اللہ کے ساتھ ہے)۔
”والقلب لا یتعلق محبتھا کثر من واحد فعالم یزل تعلقہ الحُبی بذالک الواحد لم یتعلق بما سواہ محبتہ“	ومحبت قلب با کثری از یک متعلق نہ شود پس مادامیکہ تعلق حبی او با آن یک باقی است محبتش با سواءِ آن تعلق نہ پذیرد۔	اور دل کی محبت کا تعلق ایک سے زیادہ کے ساتھ نہیں ہوسکتا لہذا جب تک اسکا یہ تعلقِ حُبی اس ایک کے ساتھ قائم ہے تو اسکی محبت کا تعلق اس ایک کے سوا کسی دوسرے سے نہیں ہوسکتا۔
” و مایُریٰ من کثرۃ مراداتہ وتعدد تعلق محبتہ بالاشیاء المتکثرۃ کالمال والولد والریاتہ والمدح والرفعۃ عند الناس فثمہ ایضا محبوبہ لا یکون الا واحدً اوھو نفسہ“	وآنچہ بمشاہدہ می آید از کثرت مرادات او و تعلق محبت او باشیاء کثیرہ ہچو مال واولاد وریاست و مدح ورفعتِ شان نزد مردم اینجا نیز محبوب او بجز یکشئی واحد نیست وآن نفس اوست۔	اور وہ جو دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک آدمی کی بہت مرادیں ہیں اور اسکی محبت کا تعلق متعدد بہت سی چیزوں سے ہے جیسا کہ مال- اولاد- ریاست- تعریف- لوگوں کے نزدیک بلند شان۔ پس یہاں بھی اسکا محبوب صرف ایک ہی ہے اور وہ اسکا نفس ہے (جب اپنے نفس کے لئے ان چیزوں سے محبت ہو تو یہ صرف نفس کی محبت ہے اور اگر کثیر اشیاء سے محبت اللہ تعالٰی کے لئے ہو تو صرف اللہ تعالٰی سے محبت ہے اگر دارد برائے دوست دارد)۔
”ومحبۃ ھٰؤلآء فرع محبتہ لنفسہ فان ھذہ الاشیاء لا یریدھا الا لنفسہ لا لا نفسھم“	ومحبت این ہمہ فرع محبت او است مر نفس خود را زیرا کہ این ہمہ را قصد نمی نماید مگر از برائے نفس خود نہ از برائے نفس شاں۔	اور ان تمام چیزوں کی محبت اسکے اپنے نفس کی محبت کا فرع ہے اسلئے کہ ان چیزوں کا ارادہ وہ نہیں کرتا مگر اپنے نفس کے لئے نہ یہ کہ ان کے نفس کے لئے (لھذا ثابت ہوا کہ اصل محبت اپنے ایک نفس سے زیادہ سے نہیں)۔
”فاذا زالت محبتہٗ معنفسہ زالت محبتہم بالتبعیۃ ایضا“	پس چون محبتش با نفس زائل گردد محبت نشان ہم بہ تبعیت زائل نشود۔	پس جب اسکی اپنے نفس سے محبت زائل ہوگئی تو بالتبع اسکی محبت بھی زائل ہوجائیں گی۔

اسلام ایک عالم گیر آفاقی دین و مذہب

مولانا ڈاکٹر محمد احمد نعیمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دین اسلام صرف مسلم قوم، مسلم ممالک یا کسی مخصوص خطے یا زمانے کے لیے نہیں بلکہ یہ ایک عالمگیر آفاقی مذہب ہے جو دنیا کی ہر قوم، ہر ملک اور ہر زمانے کے لیے ہے۔ جس طرح یہ مسلمانوں کا دین ہے اسی طرح یہ غیر مسلموں کا دین ہے کیوں کہ اسلام دین فطرت ہے اور اسی فطری دین پر نوعِ انسانی کا ہر فرد جنم لیتا ہے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

کل مولود یولد علی الفطرة فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ

ترجمہ: ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے، پر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

اب اگر کوئی اپنی اس فطرت سے روگردانی کرتا ہے تو درحقیقت وہ اپنی فطرت وطبیعت سے بغاوت کرتا ہے اور اپنے اصل مقام سے دور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ پر نازل ہونے والے کلامِ الٰہی یعنی قرآنِ پاک کی تعلیمات صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ پوری انسان برادری کے لیے نمونۂ عمل ہیں اور اس کی اتباع و پیروی میں ہی سبھی کی فلاح و بہبود اور نجات و کامیابی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ جلّ شانہٗ ارشاد فرماتا ہے:

☆ **وما ارسلنک للناس رسولا** اے پیغمبر ہم نے آپ کو سبھی لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔ (سورۃ النساء:۷۹)

☆ **یایھا الذین قد جاء کم الرسول بالحق من ربکم فامنو خیر لکم** (سورۃ النساء:۱۷)

اے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے تو ایمان لاؤ اپنے بھلے کو۔

قرآن کریم کی دوسری سورتوں میں اس طرح ارشاد ہوتا ہے:

☆ **انما انت منذر و کل قوم ھاد** (سورۃ الرعد:۷) تم ڈر سنانے والے اور ہر قوم کے ہادی ہو۔

☆ **قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً** اے نبی! تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

☆ **وما ارسلنک الا رحمة للعلمین** (سورۃ الانبیاء:۷) ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

☆ **وما ارسلنک الا کافة للناس** (سورۃ السبا:۲۸)

(اے رسول) ہم نے آپ کو ایسی رسالت کے ساتھ بھیجا جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔

☆ **انا ارسلنا الیکم رسولا** (سورۃ المزمل:۱۵) (اے لوگو!) بے شک ہم تمہاری طرف ایک رسول بھیجا۔

مذکورہ آیتیں پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی عمومیت پر دلیل اور برہان ہیں کہ آپ تمام مخلوق کے رسول ہیں اور سارا عالم آپ کی امت ہے۔ ان آیات سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہادیٔ عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عام ہے

۔تمام کائنات آپ ہی کے دائرۂ رسالت میں ہے۔ مسلم ہوں یا غیر مسلم، عربی ہوں یا عجمی، گورے ہوں یا کالے، امیر ہوں یا غریب اور اگلے ہوں یا پچھلے سب کے لیے آپ رسول ہیں اور سب آپ کے امتی ہیں۔

پیش کردہ قرآنی آیات کی وضاحت صحیح بخاری و مسلم شریف کی درج ذیل احادیث سے بھی ہوتی ہے:

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی (رسول) کو نہ دی گئیں:

(۱) ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد فرمائی گئی، (۲) تمام زمین میرے لیے مسجد اور پاک کی گئی، جہاں میرے امتی، نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھے، (۳) میرے لیے غنیمتیں حلال فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھیں۔

☆**وکان النبی یبعث الیٰ قومه خاصة وبعثت الی الناس کافة.** (بخاری شریف: کتاب الصلوٰۃ)

انبیاء خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہوں۔

مسلم شریف کے حوالے سے مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث بھی درج ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ **وارسلت الی الخلق کافة.** (مشکوٰۃ شریف) میں تمام مخلوق کی طرف رسول ہوں۔

ان آیات و احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ پیغمبر اسلام احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری دنیا اور پوری انسانیت کے لیے رسول ہیں۔ اب ذرا ایک نظر اُن آیات پر اچھی طرح ڈالیں جو قرآن حکیم کی ہدایت و رہنمائی کے عام ہونے پر شاہد ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

☆**شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس وبینت من الهدیٰ والفرقان** (سورۃ البقرہ:۱۸۵)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا، لوگوں کے لیے ہدایت و رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔

☆ **والهدیٰ من بعد مابینه للناس فی الکتاب** (سورۃ البقرہ:۱۵۹)

اور ہدایت بعد اس کے کہ لوگوں کے لیے ہم اس کتاب (قرآن) میں واضح فرما چکے۔

قرآن کریم میں بعض دوسرے مقامات پر اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے:

☆**هذا بیان للناس.** (سورۃ آل عمران:۱۳۸) یہ قرآن لوگوں کو بتانے والا، راہ دکھانے والا ہے۔

کتٰب انزلنٰه الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور باذن ربهم الی صراط العزیز الحمید (سورۃ ابراہیم:۱)

(قرآن) ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف نازل فرمائی کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے اجالے میں لے آؤ، ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے۔

مذکورہ آیت میں کتاب سے قرآن مجید اور اندھیروں سے کفر و ضلالت اور نور سے ایمان اور صراط سے دین اسلام مراد ہے۔

☆ **هذا بصائر للناس** (سورۃ جاثیہ:۴۵)

یہ (قرآن) لوگوں کے لیے آنکھیں کھولنے والا ہے۔

قرآن و حدیث کے علاوہ دنیائے علم و ادب کے مشہور و معروف غیر مسلم مفکرین بھی اس حقیقت کا کھلے لفظوں میں اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام اور اس کی تعلیمات صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ رہتی دنیا تک کے ہر کس و ناکس کے لیے ہیں۔ اسی لیے اسلام میں ایسے

اصول وقواعد واحکام وقوانین اپنائے گئے ہیں جو تمام اقوام عالم کے لیے یکساں طور پر مفید وکارآمد ہیں۔ ہمیں اس مقالہ میں چوں کہ اسلام اور ہندو مذہب کے تعلق سے گفتگو کرنا ہے اس لیے غیر مسلم محققین و مفکرین بالخصوص ہندو دھرم کے علماء ودانشور حضرات کے اقوال و دلائل سے اپنے مؤقف کو مستحکم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے لیکن کہیں کہیں بقدر ضرورت دیگر مذاہب کے اہل علم وفن حضرات کے حوالہ جات سے بھی اپنی بات کو واضح کریں گے۔

مشہور ہندو مفکر امر پال سنگھ لکھتا ہے:

"اسلام مذہب اور اس کی خاص مذہبی کتاب قرآن مجید کسی مخصوص ملک، مخصوص قوم یا مخصوص زمانے کا مذہب اور کتاب نہیں ہے، وہ عالمگیر اور دائمی ہے اور ہر انسان کی فلاح و بہبود اُسے مقصود و مرغوب ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسل انسانی کے لیے امن وسکون عطا کرنے والا راہِ حق، صراط مستقیم ہمیں دکھا گئے ہیں۔ (اسلام کی نیک چیتنا قرآن مجید کے سندربھ میں: ص۱۳)

اسلام کی اسی آفاقیت سے متاثر ہو کر مسٹر گاندھی کہتے ہیں:

"اسلام جھوٹا مذہب نہیں ہے، ہندوؤں کو بھی اس کا اسی طرح مطالعہ کرنا چاہیے جس طرح میں نے کیا ہے، پھر وہ بھی میری ہی طرح اس سے محبت کرنے لگیں گے"۔ (پیغمبر اسلام غیر مسلم ودوانوں کی نظر میں: ص۲۲) پنڈت سائیں گو بندرام اپنے ایک مضمون "ایک نبی ایک انسان" میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر اظہار خیال کے بعد لکھتے ہیں:

"مختصر یہ کہ پیغمبر اسلام ایک بہت بڑے انسان اور بہت بڑے مذہب کے بانی ہیں جن کی زندگی کا ہر پہلو ہر انسان کے لیے خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، روشنی کا مینار ہے"۔ (استقامت ڈائجسٹ محمد عربی نمبر مئی ۱۹۸۵ء ص ۴۷۷)

رام سورت یادو (ایم۔اے۔ایم ایڈ) اسی بابت لکھتے ہیں کہ:

"میں یہ صاف کہنا چاہوں گا کہ قرآن پاک صرف ایک دھرم کے لیے نہیں بلکہ پورے انسانی سماج کے لیے ہے۔ اس کی وسیع پیمانے پر تبلیغ وتشہیر کی ضرورت ہے"۔ (قرآن سب کے لئے، مارچ ۱۹۹۷ء ص ۸۳)

سابق وزیر جنگلات یوپی رگھوور دیال ورما اپنے نظریات پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صاحب نے ہمیں جو کچھ عطا کیا ہے اس میں کسی دیش دھرم یا فرقے کے خلاف کوئی بات نہیں ملتی۔ قرآن سب کی بھلائی کی بات کہتا ہے"۔ (حضرت محمد سب کے لئے نومبر ۲۰۰۰ء

راجندر نارائن لال شعبہ تاریخ بنارس ہندو یونیورسٹی اپنی ایک کتاب میں رقمطراز ہیں کہ:

"اسلام جس نے دھرم میں خرچیلے اعمال کا پوری طرح صفایا کر دیا ہے، اپنے عملی اصولوں اور دیگر اخلاقی ومعاشرتی معاون اصول کے سبب مستقل دائمی اور عالمگیر سطح پر سب کا مذہب ہے جن میں مرد وعورت، دبے کچلے، یتیم بے سہارا محتاج واپاہج شخص، خاندان، فرقہ اور قوم سبھی شامل ہیں۔ غرض یہ کہ ان تمام مسائل کے حل کی صلاحیت واستطاعت رکھنے کی وجہ سے جس سے انسان کا واسطہ پڑتا ہے اسلام سب سے بڑھ کر فلاح وبہبود والا ہے"۔ (دعوت سہ روزہ نئی دہلی)

مختصر یہ کہ اسلام صرف مسلمانوں کا مذہب نہیں بلکہ یہ انسانی اور آفاقی مذہب ہے جو دنیا کے ہر انسان کو زندگی کے ہر موڑ پر دعوت فکر و عمل دیتا ہے۔ اللہ رب العلمین اپنے مقدس کلام قرآن پاک میں خود ارشاد فرماتا ہے:

لقد كان لکم فی رسول الله اسوة حسنة (الاحزاب:۲۱) بے شک رسول اللہ کی زندگی پاک تمہاری زندگی کے لیے بہترین نمونہ ہے
مطلب یہ کہ اسلام صرف ایک مذہب و دین ہی نہیں بلکہ ایک مکمل نظام زندگی اور مکمل ضابطۂ حیات بھی ہے جو انتہائی مہذب طریقہ پر زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔ اسلام ایسا مذہب ہے جس میں دین و دنیا کی ہر اعتبار سے بھلائی ہی بھلائی ہے۔

الغرض انسان یا انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے اصول وضوابط اسلامی شریعت میں نہ پیش کیے گئے ہوں۔ حد تو یہ ہے کہ سر کے بالوں سے لے کر پیر کے ناخنوں تک انسانی جسم کے ہر ہر عضو کے احکام وقوانین واضح فرما دیے گئے ہیں اور انسان کی مذہبی وسماجی، خانگی ومعاشرتی اور ملکی وعالمی زندگی کی فلاح و بہبود اور ارتقاء کے لیے ایک اعلیٰ و بہترین لائحہ عمل پیش کر دیا گیا ہے۔ مذکورہ حقائق کی توثیق و تصدیق کرتے ہوئے ایک انگریز محقق لکھتا ہے کہ "جب ہم اس زمانہ پر غور کرتے ہیں جس میں پیغمبر اسلام نے اپنی نبوت و رسالت کا پرچم بلند کیا اور جس میں ایک ایسا کامل مجموعہ قوانین جو دنیا کی ملکی مذہبی اور تمدنی ہدایتوں کے لیے کافی ہے تو ہم نہایت حیران ہوتے ہیں کہ ایک عظیم الشان اور تمدنی نظام جس کی بنیاد کامل اور سچی آزادی پر ہے کس طرح قائم کیا گیا ہے؟ پس ہم دل سے اقرار کر لیتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا مجموعہ قوانین ہے جو ہر لحاظ سے بہتر ہے"۔ (عظمت مصطفیٰ ۱۲۴)

اسلام کی عظمت وخوبی کا اعتراف تامل ناڈو کے سابق وزیر اعلیٰ لتا دورائی نے بھی اپنے اُس بیان میں کیا ہے جو انھوں نے 7 اکتوبر 1957ء کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک کے موضوع پر پیش کیا تھا۔ انھوں نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ "اسلام صرف ایک مذہب نہیں بلکہ وہ ایک دستور زندگی اور انتہائی بہتر نظام ہے، اس نظام زندگی کو دنیا کے کئی ممالک اپنائے ہوئے ہیں۔ اسلام انسان کو کامیاب انسان اور نیک آدمی بنانا چاہتا ہے۔ خدا نے بلندیوں تک پہنچنے کے لیے انسان کو پیدا کیا ہے، ان بلندیوں کو پانے اور ان تک پرواز کرنے کی طاقت واہلیت انسان کے اندر اسلام کے ذریعہ ہی پیدا ہوتی ہے"۔ (اسلام جس سے مجھے پیار ہے: ۳۶، ۳۷)

مسٹر جی ایل بیری نے بھی اسی سلسلے میں بڑے پتے کی بات کہی ہے:

"یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سیرت اور احادیث تھیں جنھوں نے اسلام کو دنیا کی عظیم تہذیبوں میں ایک تہذیب کی حیثیت دی۔ جس کے بعد دنیا کی کوئی تہذیب اسلامی تہذیب کے اثرات قبول کیے بغیر نہ رہ سکی۔ انسانی تہذیب کی تشکیل میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حصہ گراں بہا، ناقابلِ فراموش اور دائمی ہے"۔ (رحمۃ للعلمین نمبر جلد ۵۵ ص ۶۱)

مسٹر تھامس کارلائل نے اس سچائی کا اظہار اس طرح کیا ہے:

"ہاں ہم میں وہ سب، جو اخلاقی اور مہذبانہ زندگی گزار رہے ہیں وہ سبھی اسلام میں ہی زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ یہ سب سے بڑی حکمت ودانائی ہے جو آسمان سے اس زمین پر نازل کی گئی ہے"۔ (محمد اسلام کے پیغمبر: ص ۳۶)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے ہمیں جو ضابطۂ حیات و نظامِ زندگی، دستور العمل دیا ہے وہ ہمہ گیر اور ہمہ جہت خوبیوں کا حامل ہے۔ صرف اسی نظام اور اس دستور کے ذریعہ زمین وزماں اور مکین ومکاں روحانی ومادی خوش حالی وترقی سے ہم کنار ہو سکتے ہیں۔ نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر سر رابندر ناتھ ٹیگور نے کیا ہی بہتر و سچی ترجمانی کی ہے کہ:

"اسلام کا پیغام ساری دنیا کے لیے ہے، دنیا میں امن وسکون اسی پیغام رسانی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ میں پیغمبر اسلام کی خدمت میں تعظیم وتکریم، ارادت اور عقیدت مندی کا ناچیز تحفہ پیش کرتا ہوں"۔ (رسول اعظم اغیار کی نظر میں: ۱۹)

بلبل ہند مسز سروجنی نائڈو اسلام کے تعلق سے کہتی ہیں کہ:

’’دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کم وبیش ایثار علی النفس کی تعلیم دیتے ہیں مگر اسلام اس باب میں سب سے آگے ہے۔ یعنی نوع انسان کی خدمت اسلامی تعلیم کا سرمایۂ ناز ہے۔ اسی لیے اسلام نے عالمگیر اخوت کا اصول دنیا کے روبرو پیش کیا ہے۔ دنیا اسی اصول کی پیروی کرنے سے خوش حالی ہو سکتی ہے‘‘۔ (رسول اعظم اغیار کی نظر میں:۱۰۶)

نپولین نے اس سچائی کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے:

’’قرآن کی تعلیمات اور اس کے اصول واحکام حقیقت پر مبنی ہیں اور نسل انسانی کو خوشیوں اور خوش حالیوں سے مالا مال کرنے والے ہیں۔اس لیے خدا کے بھیجے ہوئے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان پر نازل کردہ کتاب قرآن مجید پر مجھے فخر ہے‘‘ (اسلام جس۔۔۔:۴۱)

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام ایک ہمہ گیر و عالمگیر مذہب ہے اور مسلمان اس عالمگیر و ہمہ گیر مذہب کا ماننے والی ایک عالمگیر قوم ہے، اس لیے اسلام اور مسلمان کے ہمہ گیر ہونے کے ناطے ہر باشعور مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اس عالمگیر مذہب کے پیغام و تعلیم کو دنیا کی قوموں ملکوں تک انھیں کی زبان یا کسی دوسرے رائج زبان میں بہتر سے بہتر طریقے پر پہنچائے اور اسلام اور دوسرے مذاہب کی تعلیمات کا موازنہ کر کے اسلام کی صحیح و سچی تصویر آسان وعمدہ طریقہ پر ان کے سامنے پیش کرے۔ یہی انبیائے کرام اور رسولانِ عظام کی سنت وطریقہ رہا ہے کہ انبیاء ومرسلین کے پاس وحی واحکامِ الٰہی حضرت جبرائیل امین انہیں کی قوم کی زبان میں یا بقول بعض مفسرین عربی زبان میں لاتے اور پھر وہ اس کو دوسری زبانوں میں ترجمہ فرما کر قوم تک پہنچاتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ موجودہ سماجی و مذہبی نظام کی خرابیوں کو دلائل کے ساتھ بیان کرتے اور توحید واسلام کی حقانیت نمایاں فرماتے تھے۔ نبوی تعلیم وتبلیغ کے اس طریقۂ کار کی ترجمانی وتصدیق کلامِ الٰہی کی اس آیت پاک سے بھی ہوتی ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم . (سورۃ ابراہیم:۴)

ہم نے رسول کو اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ (ہمارا مقام) صاف بتائے۔

معلوم ہوا کہ جہاں جیسی قوم اور جیسی زبان ہو اُسی زبان میں خدائی پیغام کی تبلیغ واشاعت سنتِ الٰہی وطریقۂ خداوندی ہے۔

درج بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسر قرآن صدر الافاضل حضرت مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں کہ:

’’چاہے اس (رسول یا نبی) کی دعوت عام ہو اور دوسرے ملکوں پر بھی اس کی اتباع لازم ہو اور جب اس کی قوم اچھی طرح سمجھ لے تو دوسری قوموں کو ترجموں کے ذریعہ سے وہ احکام پہنچا دیے جائیں اور ان کے معنی سمجھا دیے جائیے۔ اسی طرح کا مفہوم ایک دوسری روایت میں بھی ملتا ہے کہ وحی ہمیشہ عربی میں ہی نازل ہوئی پھر انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے لیے ان کی زبانوں میں ترجمہ فرما دیا۔

قرآن حکیم کے اس مفہوم کی تائید قرآن پاک کی حسب ذیل آیات سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ رب العٰلمین ارشاد فرماتا ہے:

☆ **يا يها الرسول بلغ ماانزل اليک من ربک وان لم تفعل فما بلغت** (سورۃ المائدہ:۶۷)

اے رسول پہنچادو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیغام نہ پہنچایا۔

☆ **وما علينا الا البلغ المبين** (سورۃ یٰسین:۱۷) ہمارے ذمہ نہیں مگر (خدا کا پیغام) صاف پہنچا دینا۔

ان آیات میں خطاب الٰہی کے اصل وحقیقی مخاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ کے بعد آپ کے واسطے سے آپ کی

امت کے علما وصلحا ہیں کیوں کہ بقول آپ کے **ان العلماء ورثه الانبیاء** (مشکوٰۃ المصابیح) یہی آپ کے سچے نائبین اور وارثین ہیں۔لہٰذا یہاں رسول اور نائبین رسول کو جو تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے وہ کسی خاص قوم، خاص ملک یا خاص زبان کے لیے نہیں بلکہ ایک عام حکم دیا گیا ہے۔ یعنی اے رسول اور اے وارثانِ رسول! تم دنیا کے ہر ملک، ہر قوم اور ہر زبان میں ہمارا پیغام ہمارے بندوں تک پہنچا دو۔اور پھر پیغمبر اسلام کی رسالت عامہ ونبوت کافہ بھی اس امر کی متقاضی ہے کہ آپ کا پیغام دنیا کے ہر خطے، ہر ملک، ہر قوم اور ہر زبان میں عام وتام ہو۔ ہادیٔ عالم، رہبر اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا:

☆**بلغو عنی ولو اية** (مشکوٰۃ المصابیح) مجھ سے جو کچھ سنو اور دیکھو اس کی تبلیغ واشاعت کرو اگرچہ ایک ہی بات ہو۔اور فرمایا کہ **فليبلغ الشاهد الغائب** جو مجھے دیکھ رہے ہیں اور مجھ سے سن رہے ہیں اور ان کو تبلیغ کریں جو غائب ہیں۔

پیغمبر اسلام کے ان فرامین وارشادات سے صاف صاف ظاہر ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں اپنے نائبین علما اور عام مومنین کو دعوت وتبلیغ کا حکم فرما رہے ہیں کہ اے میرے وارث علما و نائب صلحا، تم عربی میں، فارسی میں اردو میں اور انگریزی میں، ہندی میں سنسکرت میں، جاپانی میں، غرض یہ کہ دنیا کی ہر زبان میں میرا اسلامی پیغام عرب وعجم، ایشیا وافریقہ، یورپ وملیشیا غرض یہ کہ دنیا کی ہر قوم اور ہر مذہب تک پہنچا دو، اور انھیں اسلام کی دعوت دو۔

قرآن مجید کی حسب ذیل آیات سے یہی مفہوم مستفاد ہوتا ہے:

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر (آل عمران۱۰۴)

تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔

یعنی مسلمانوں میں ایک جماعت وگروہ ایسا ہونا چاہیے جو دنیا کی ہر زبان اور ہر قوم میں لوگوں کو اچھی ونیک بات کی تعلیم دے اور بری و غلط باتوں سے روکے۔

کلام الٰہی یا احکامِ خداوندی کو دوسروں تک پہنچانے اور ان کو سمجھانے کے لیے ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ وتشریح کرنے کو جواز وثبوت بخاری شریف کی ان مبارک احادیث سے بھی حاصل ہوتا ہے۔حضرت ابوسلمہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

☆**قال كان اهل الكتاب يقرؤن التورة بالعبرنية ويفسرونها بالعربية لاهل الاسلام** (بخاری شریف، کتاب التوحید)

اہلِ کتاب توریت کو عبرانی زبان میں پڑھا کرتے تھے اور مسلمانوں کے لیے اس کی عربی میں تفسیر بیان کرتے تھے۔

☆ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ادعهم الى الاسلام واخبرهم بما يجب عليهم فوالله لان يهدى الله بك رجلا خير لك من ان يكون لك حمر النعم۔(بخاری شریف:۲۶۳)

لوگوں کو اسلام کی دعوت دو اور اللہ نے جو کچھ ان پر واجب وضروری قرار دیا ہے اُن سے اُن کو خبردار کرو۔اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص بھی راہِ راست پر آ گیا تو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔

ذوالحجہ اور اس کی تقریبات

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند روز تک اسلامی تقویم کا سب سے آخری مہینہ ذوالحجہ، جو مقدس ترین مہینوں میں شمار ہوتا ہے، شروع ہو رہا ہے۔ علماء کے نزدیک جس نے سال کے افضل دنوں میں روزہ رکھنے کی منت مانی ہو، وہ اس مہینے کے پہلے نو دنوں میں روزے رکھے اور جس نے سال کے بہترین دن کا روزہ رکھنے نذر مانی ہو وہ یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھے[1] (ما ثبت من السنہ) ترمذی شریف کی ایک روایت کے مطابق ان روزوں میں سے ہر روزے کا ثواب سال کے روزوں کے برابر اور اس عشرے کی ہر رات کا قیام، شب قدر کے قیام کے برابر ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا 'کوئی دن ایسا نہیں جس میں نیکیاں اللہ کو ان دس دنوں سے زیادہ پیاری ہوں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں فرمایا، جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں سوا اس شخص کے جو اپنا جان و مال لے کر نکلا اور کچھ واپس نہ لایا'۔

عرفہ و حج کے فضائل: ماہ ذوالحجہ کی ساری فضیلت یوم عرفہ کی بنا پر ہے اور یوم عرفہ حج کا دن ہونے کی وجہ سے عظیم و جلیل ہے۔ حج اسلام کا اہم رکن ہے قرآن حکیم میں ہے:

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً (اور لوگوں کیلئے بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک راستہ طے کر سکے)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا 'جس شخص کے پاس بیت اللہ تک پہنچنے کیلئے زاد راہ اور سواری ہو اور وہ پھر بھی حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے **وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً** (ترمذی شریف)

ذیل میں فضائل حج و زیارت میں چند احادیث کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے تاکہ حرمین شریفین کے شرف کا شوق بڑھے۔

1: **من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ** (بخاری و مسلم)

ترجمہ: جس نے اللہ کیلئے حج کیا اور اس میں نہ فحش گفتگو کی اور نہ گناہ کیا تو وہ پیدائش کے دن کی طرح (پاک وصاف) لوٹے گا۔

2: **العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینہما والحج المبرور لیس لہ جزاء ہ الا الجنۃ** (بخاری و مسلم)

ترجمہ: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مقبول کا بدلہ سوا جنت کے کچھ نہیں۔

---

[1] ہاں جو اس روز میدان عرفات میں ہوں انھیں روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

3: مسلمان جب لبیک کہتا ہے تو اس کے دائیں بائیں کے پتھر، درخت اور مٹی کے ڈھیلے سب لبیک کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ادھر اور ادھر کی ساری زمین بھی۔(ترمذی، ابن ماجہ)

4: من اراد الحج فلیعجل یعنی جو حج کا ارادہ کرے اسے جلد کر لینا چاہئے۔ (ابوداؤد)

5: حج و عمرہ ملا کر کرو کہ یہ دونوں غریبی اور گناہوں کو ایسے مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو۔(ترمذی، نسائی)

6: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے جہاد کی اجازت مانگی تو فرمایا جھاد کن الحج (تم عورتوں کا جہاد حج ہے)۔(بخاری ومسلم)

7: کوئی شخص کسی عورت سے خلوت نہ کرے اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا' یارسول اللہ! فلاں جہاد میں میرا نام لکھ لیا گیا ہے اور میری بیوی حج کو جارہی ہے، ارشاد ہوا' جا اپنی بیوی کے ساتھ حج کر'۔(بخاری ومسلم)

8: حضرت ابورزین مقیلی سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ! میرے والد بہت بوڑھے ہیں، جو نہ حج و عمرہ ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ سوار ہونے کی۔ فرمایا وہ اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کرے۔(ترمذی، ابوداؤد)

9: اللہ کی جماعتیں تین ہیں نمازی، حاجی اور عمرہ کرنے والے۔ (نسائی)

10: اذا لقیت الحاج فسلم علیه و صافحه و مره ان یستغفر لک قبل ان یدخل بیته فانه مغفور (احمد)

جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اسے اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے دعائے مغفرت کیلئے کہو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

11: من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی (طبرانی)

ترجمہ: جس نے حج کیا اور مرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ اس کی مثل ہے جس نے میری (ظاہری) زندگی میں میری زیارت کی۔

12: جو میری زیارت کو اس طرح آیا کہ میری زیارت کے سوا اسے کوئی کام نہ تھا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا۔ (طبرانی شریف وغیرہ)

13: من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی (کامل ابن عدی)

ترجمہ: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اس نے مجھ پر ستم کیا۔

14: من زارنی متعمداً کان فی جواری یوم القیمة (ابوجعفر عقیلی)

جس نے قصد کر کے میری زیارت کی، وہ قیامت کے دن میری پناہ میں ہوگا۔

15: جس نے مکہ میں حج کیا پھر میری مسجد میں میری زیارت کے قصد سے آیا، اس کیلئے دو مقبول حج لکھے گئے۔(مسند الفردوس)

مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے چند فضائل: حج وزیارت سے مشرف ہونے والے چونکہ ان دو مقدس ترین مقامات پر ضرور حاضر ہوتے ہیں، اس لئے ان کے فضائل ہیں چند روایات پیش کرنے کا شرف حاصل کیا جاتا ہے۔

1: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا، اب (مکہ سے) ہجرت (کی ضرورت) نہیں۔لیکن جہاد اور نیک نیتی اب بھی باعث ثواب ہے۔ جب جہاد کے لئے بلائے جاؤ تو نکل پڑو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی دن فرمایا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو محترم کیا جس دن اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔ پس وہ محترم ہے اللہ کی طرف سے قیامت کے دن تک اور بلاشبہ اس شہر میں مجھ سے پہلے کسی کیلئے جنگ حلال نہیں ہوئی اور میرے لئے بھی صرف دن کی ایک ساعت کیلئے حلال ہوئی پس وہ محترم ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت کے دن تک ۔ نہ اس کا خاردار درخت کاٹا جائے اور نہ شکاری جانور بھگائے جائیں اور نہ وہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے مگر وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کا اعلان کر کے مالک تک پہنچ جائے اور نہ وہاں کی گھاس کاٹی جائے ۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اذخر کی تو اجازت ہے؟ کیونکہ وہ عام ضرورت کی چیز ہے۔ارشاد ہوا' ہاں، اذخر کی اجازت ہے'۔(بخاری ومسلم)

2: 'بلاشبہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو بزرگی دی اور اسے محترم کر دیا۔اور بیشک میں نے مدینہ کو بزرگی دی اور محترم کر دیا۔نہ اس کی دونوں حدود کے اندر خون بہایا جائے اور نہ اس میں لڑائی کیلئے ہتھیار اٹھائیں جائیں اور نہ اس کا کوئی درخت کاٹا جائے سوا چارے کیلئے ۔(مسلم شریف)

3: دعا فرمائی: **اللهم حبب الیناالمدینه کحبنا مکة او اشد وصححها و بارک لنا فی صاعها ومدها.**

4: ترجمہ: اے اللہ تو ہمیں مدینے کی محبت عطا فرما جیسے ہماری محبت مکہ سے ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اسے صحت افزا بنا دے اور ہمارے لئے برکت ڈال ہمارے صاع اور مُد جیسے پیمانوں میں۔ (بخاری ومسلم)

5: ایک اور دعا **اللهم ان ابراهیم عبدک وخلیلک و نبیک و انی عبدک وانه دعاک لمکة وانا ادعوک للمدینة بمثل مادعاک لمکة و مثله معه** (مسلم شریف)

ترجمہ: الٰہی ابراہیم تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور میں تیرا بندہ اور نبی ہوں، انہوں نے مکہ کیلئے دعا کی اور میں مدینہ کیلئے ویسی ہی دعا کرتا ہوں جیسی انھوں نے مکہ کیلئے کی اور اتنی ہی اس ساتھ اور کی (یعنی مکے سے دگنی برکت کی)

قربانی: قربانی کیلئے تین دن مقرر ہیں: ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذوالحجہ، حدیث پاک میں ہے:

عن نافع عن ابن عمر قال الضحیٰ یومان بعد یوم الاضحیٰ رواہ مالک وقال یلقی عن علیٰ ابن ابی طالب مثلهٗ

ترجمہ: روایت ہے حضرت نافع سے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا قربانی بقرعید کے بعد دو دن تک ہے(مالک)اور فرمایا کہ مجھے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسی روایت پہنچی۔سب سے افضل پہلا دن ہے کہ حدیث پاک کی رو سے اس دن کا بہترین عمل قربانی ہی ہے۔ اہل اسلام کیلئے یہ عید کا دن بھی ہے۔قربانی دے کر عید منانے سے اس جذبے کا اظہار مقصود ہے کہ اہل ایمان خدا کی راہ میں قربان ہونا یا کچھ قربان کرنا اپنی بہترین سعادت سمجھتے ہیں۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ذیشان کے مطابق یہ

قربانیاں سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہیں۔ وہ کتنا عظیم وحسین منظر تھا جب باپ اپنے بڑھاپے کی کمائی یعنی اپنا اکلوتا صالح و فرمانبردار جوان بیٹا خود اپنے ہاتھوں خدا کے نام پر ذبح کرنے جارہا تھا اور یہ سب کچھ جانتے بوجھتے بھی بیٹا محبت کے راستے پر سراپا شوق بن کر گامزن تھا۔ باپ بیٹا دونوں صبر ورضا کا ہمالہ دکھائی دیتے ہیں اور ان کے فکر وعمل پر فرشتے اور حوریں تک حیران ہیں۔ حقیقت ہے کہ یہی روح اسلام ہے اور جناب ابراہیم علیہ السلام کی تو ہر ادا اسلام ہی کی تفسیر کرتی ہے۔ بچپنے میں سورج، چاند اور ستاروں کی پوجا کرنے والوں کے سامنے توحید کا اعلان، جوانی میں بتخانے میں جا کر اپنی ضرب توحید سے بتوں کی توڑ پھوڑ، نمرود کے دربار میں مناظرہ کر کے خدائے واحد ولاشریک کی یکتائی کا اثبات، وطن مالوف سے ہجرت، خدا کے حکم پر دو جانوں کو ریت کے بے آباد سینے پر کسی ظاہری سہارے کے بغیر چھوڑنا، بنائے کعبہ اور ملت توحید کے ظہور بالخصوص، دنیا کو شرک وکفر سے پاک کرنے والے عظیم الشان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کیلئے دعا یہ سب اسلام ہی تو ہے اسلام کا معنی اگر رضائے محبوب حقیقی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے تو فرمایئے خلیل اللہ علیہ السلام کی داستان حیات اگر داستان اسلام نہیں تو کیا ہے۔ دنیا میں اسلام کی اس سے بہتر تفسیر اگر ہے تو صرف حبیب خدا سرور انبیاء حضور احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ الثناء کی ذات پاک میں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیائے نبوت ورسالت بلکہ دنیائے انسانیت میں حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دوسرا درجہ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔

بات ہو رہی تھی ذبح اسمٰعیل علیہ السلام کی۔ اب اگر اتنی جلیل القدر قربانی سے محض گوشت کھانا کھلانا ہی مقصود ٹھہرالیا جائے تو یہ اس پورے واقعے کی توہین اور ناقدری ہے۔ اصل مقصد تو سنت ابراہیمی پر چلنا ہے اور سنت ابراہیمی کا مطلب:

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

قرآن پاک فرماتا ہے:

لن ينال الله لحو مها ولا دماء ها ولكن يناله التقوىٰ منكم

ترجمہ: اللہ کو ان کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے، اسے پہنچتا ہے تو تمہاری طرف سے تقوی۔

بزرگوں کی یاد: قربانی کے واقعے سے ان لوگوں کی غلط فہمی بھی دور ہو جانی چاہئے جن کے نزدیک بزرگوں کی یاد منانا 'شرک' میں داخل ہے۔ یاد رکھئے، اپنے محسنوں کی یاد تازہ رکھنا زندہ قوموں کے اپنے وجود و تشخص کیلئے ضروری ہے، اسلام دین فطرت ہے اور اس سے زیادہ کوئی دین ومذہب یا نظریہ فطری تقاضوں کا محافظ نہیں۔ توحید کو زندہ ومضبوط رکھنے لئے گویا یہ ضروری ہے کہ ان لوگوں کی یاد کثرت سے منائی جائے جنھیں نازک ترین حالات میں توحید کا آوازہ بلند کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور جو بعد میں آنے والے لوگوں کیلئے قابل قدر مثالیں قائم کر گئے۔ ان واقعات سے باطل سے ٹکرانے اور حق پر ثابت قدم رہنے کا حوصلہ ملتا ہے چنانچہ قربانی کا یہی فلسفہ ہے۔ جو لوگ 'قربانی' کو برداشت نہیں کرتے، وہ نہ اسلام کو سمجھتے ہیں، نہ اس کی تعلیمات کو باقی دیکھ سکتے ہیں۔ وہ ایک ایک کر کے اس عمارت کے تمام اجزا کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

قربانی ہی کیا، کسی بھی عبادت کو لے لیجئے، اس کا آغاز کسی اللہ والے کے ہاتھوں ہوا ہوگا۔ صرف رسوم حج پر غور کیجئے، تعمیر کعبہ، مقام ابراہیم، حجر اسود، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلاج حج، طواف، بوسہ، سنگ اسود، زمزم، صفا ومروہ کی سعی، وقوف عرفات

وغیرہ کیا محبوبان خدا کی یادیں ہی نہیں ہیں۔عرس ومیلاد پاک کی تقریبات بھی اپنے محسنوں کی احسان شناسی کی صورتیں ہیں۔جنھیں ان میں بھی شرک نظر آتا ہے وہ حج وقربانی کی روح کو کیونکر سمجھ سکتے ہیں اور ان کیلئے ان میں کیا دلآویزی ہوسکتی ہے۔اور مطلقاً یاد منانا اور واقع کے دن کو ملحوظ رکھنا سب شرک ہے تو قربانی اور خصوصاً دس ذوالحجہ کی قربانی کتنا بڑا شرک ہونا چاہئے۔'تبلیغی جماعت' کے مجتہدین نے اس کا جو حل تلاش کیا ہے، شاید ان کے نزدیک اسی مسئلے کا ہی حل ہو، سنا ہے کہ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ تک میں یہ بستر بند مبلغ لوگوں کو رائے ونڈ آنے کی ترغیب دیتے ہیں اور معاذ اللہ اس کا ثواب حج وزیارت سے بھی زیادہ بتاتے ہیں کاش قوم ان اسلامی سادھوؤں کے عزائم کو سمجھتی اور اپنے ایمان کو ان 'صالحین' سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

یوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ: ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت ہے۔اہل اسلام کو چاہئے کہ اس عظیم محسن اسلام کا دن خصوصی اہتمام سے منائیں۔یہاں حصول برکت کیلئے آپ کے مختصر حالات اور مناقب درج کئے جاتے ہیں۔

آپ کا اسم گرامی عثمان (ابن عفان)، کنیت ابوعبد اللہ، لقب ذوالنورین (یعنی دونوروں والے، کیونکہ حضور سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیاں حضرت سیدہ رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں) اور خطاب جامع القرآن ہے۔آپ کا تعلق قریش کی شاخ بنی امیہ سے ہے اور آپ کا شجرۂ نسب حضرت عبد مناف رضی اللہ عنہ میں حضور خواجہ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مل جاتا ہے۔آپ کی نانی ام حکیم بیضا، حضور نور مجسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی پھوپھی تھیں۔آپ کی ولادت عام الفیل سے چھ سال بعد ہوئی۔بچپن اور جوانی نہایت پاکیزہ انداز میں گزری۔اسلام طلوع ہوا تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر فوراً حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپ کو بہت اذیت دی مگر پائے استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی۔آپ نے ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کا شرف پایا۔مدینہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پینتیس ہزار درہم میں رومہ یہودی کا میٹھا کنواں خرید کر جنت کے عوض حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔مسجد نبوی کی توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی تو پچیس ہزار درہم میں آس پاس کی زمین بھی خرید لی اور دوبارہ جنت لے کر مختار کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کی نذر کر دی۔غزوہ بدر کے موقع پر حضور رقیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت وعیادت کیلئے مامور تھے اس لئے مال غنیمت کا حصہ بھی ملا۔صلح حدیبیہ میں حضور شہنشاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے سفیر بن کر مکہ معظّمہ گئے۔کفار نے طواف وعمرہ کی اجازت دے دی مگر آپ نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر اسے قبول نہ کیا۔ادھر بعض صحابہ نے آپ کے بارے میں کہا کہ عثمان خوش قسمت ہیں جنھیں طواف عمرہ کی سعادت ملے گی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا عثمان نہ میرے بغیر عمرہ کرے گا نہ طواف۔غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ نے نوسو پچاس اونٹ بمع ساز وسامان، پچاس گھوڑے، مع ساز وسامان، ایک ہزار پھر دس ہزار اشرفیاں حاضر خدمت کیں۔یہی وقت تھا کہ جب خواجۂ کون ومکاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ دوبار یا ایک اور روایت کے مطابق 'ماضر عثمان ما

عمل بعد الیوم ' دوبارفرمایا(دونوں کا ہی ایک ترجمہ ہے)یعنی آج کے بعد عثمان کا کوئی کام اسے نقصان نہ دے گا) محدثین کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرما کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گناہوں سے محفوظ فرما دیا۔

حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد محرم ۲۴ھ میں آپ نے مسند خلافت کو زینت بخشی اور ایک دن کم بارہ سال حکومت کی۔ پہلے چھ سال بہت سکون سے گزرے اور بہت سے ممالک فتح ہوئے۔ اگلے چھ سال، ایک یہودی عبداللہ بن سبا اسلام کے لباس میں انتشار پھیلانے میں کامیاب ہوگیا۔ مصر سے بلوائیوں کے ایک لشکر نے چالیس دن تک آپ کے دولتکدے کا محاصرہ رکھا اور آخر نہایت سفاکی سے روزہ وتلاوت کی حالت میں شہید کر دیا۔ آپ کے خون پاک کا قطرہ فسیکفیکھم اللہ پر پڑا جیسا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

نقتل و انت مظلوم و تسقط قطرة من دمک علیٰ فسکفیکھم اللہ ط

ترجمہ: اے عثمان تم ظلماً قتل کئے جاؤ گے اور تمہارے خون کا قطرہ قرآن کے الفاظ فسیکفیکھم اللہ پر گرے گا۔ (نور الابصار)

واقعہ شہادت سے پہلے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آپ کے پاس حاضر ہو کر بولے' امیر المومنین، اگر میں آپ کی جگہ قتل ہو جاؤں تو مجھے خوشی ہوگی۔ فرمایا میں نے آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس روشندان میں دیکھا (اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مکان کے بالائی جانب کے خوضہ کی طرف اشارہ کیا) اور فرمایا' اے عثمان! لوگوں نے تمہارا محاصرہ کیا ہے'؟ میں نے عرض کیا' جی ہاں' فرمایا، ان لوگوں نے تجھے پیاسا رکھا ہے، میں نے عرض کیا،' جی ہاں' پھر آپ نے ڈھول لٹکایا، میں نے اس سے پانی پیا، اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں اب تک محسوس کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا' اگر چاہو تو روزہ ہمارے ساتھ افطار کرو اور اگر چاہو تو میں تمہاری مدد کرتا ہوں، میں نے افطار کو اختیار کیا۔

شہادت کے وقت حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ بلوائی سامنے کی بجائے ایک انصاری کے مکان کی دیوار پھاند کر اندر داخل ہوئے اور آپ کو شہید کر دیا، شہادت کی خبر پھیلی تو حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آ کر اپنے صاحبزادوں سے پوچھا کیف قتل امیر المومنین و انتما علی الباب (ترجمہ: تم دونوں کے دروازے پر ہوتے ہوئے امیر المومنین کیسے شہید ہوئے پھر آپ نے امام حسن کے طمانچہ مارا حضرت امام حسین کے سینے میں تھپڑ مارا۔ محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر بھی پہرہ دے رہے تھے، ان سے بھی خفا ہوئے۔

احادیث فضائل: ☆ ہر نبی کیلئے جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرا رفیق عثمان بن عفان ہے۔ (ابن ماجہ شریف)

☆ ایک فتنے کے ذکر میں حضرت عثمان کے متعلق فرمایا کہ یہ اس میں مظلوم شہید ہوں گے۔ (ترمذی شریف)

☆ ایک دفعہ رات کے پہلے حصے سے طلوع فجر تک یہی دعا فرماتے رہے۔

(اللھم رضیت عن عثمان فارض عنه) اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو۔ (نور الابصار)

☆ میری ساری امت میں سب سے زیادہ حیادار عثمان بن عفان ہیں۔

اللہ والوں کی باتیں

مرتبہ: علامہ ممنون حسین آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قسط نمبر: 4

حضرت احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ

جلتے تنور میں بیٹھ گئے: حضرت احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے مرشد حضرت سلیمان دارائی سے معاہدہ تھا کہ ہم دونوں کسی بات میں بھی ایک دوسرے سے اختلاف نہیں کریں گے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب حضرت سلیمان عالم وجد میں تھے کہ آپ نے عرض کیا تنور گرم ہے جیسا حکم ہو کیا جائے۔ انہوں نے اسی وجدانی کیفیت میں کہہ دیا کہ تم خود جا کر تنور میں بیٹھ جاؤ اور یہ معاہدے کے مطابق فوراً تنور میں جا بیٹھے اور پھر کچھ دیر کے بعد جب حضرت سلیمان کو یاد آیا کہ میں نے تو حالتِ وجد میں ان سے کہہ دیا تھا چنانچہ تلاش کرنے پر دیکھا کہ آپ تنور میں بیٹھے ہیں اور جب حضرت سلیمان کے کہنے پر باہر نکلے تو آگ نے آپ پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔

حضرت احمد حضرویہ رحمۃ اللہ علیہ

سات شمعیں روشن: ایک مرتبہ ایک بزرگ حضرت احمد حضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تشریف لائے تو آپ نے ازراہِ مہمان نوازی اس دن سات شمعیں روشن کیں یہ دیکھ کر اس بزرگ نے اعتراض کیا کہ یہ تکلفات تو تصوف کے منافی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تو یہ تمام شمعیں صرف خدا کے لئے روشن کی ہیں اور اگر آپ غلط سمجھیں تو پھر ان میں سے جو شمع خدا کے لئے روشن نہ ہو اس کو بجھا دیں۔ یہ سن کر وہ بزرگ تمام شب شمعوں کو بجھانے میں مشغول رہے لیکن ایک بھی نہ بجھ سکی۔ پھر صبح کو آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو، میں تمہیں قدرت کے عجائبات کا نظارہ کرانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ جب ایک گرجا کے دروازے پر پہنچے تو وہاں ایک کافر بیٹھا ہوا تھا اور اس نے آپ کو دیکھتے ہی بہت تعظیم کے ساتھ دسترخوان بچھوایا اور کھانا چن کر عرض کیا کہ آیئے ہم دونوں کھانا کھائیں۔ آپ نے فرمایا خدا کے دوست خدا کے غنیم کے ساتھ کیسے کھا سکتے ہیں، یہ سن کر وہ ایمان لے آیا اور اس کے ہمراہ مزید انتیس (۲۹) افراد مسلمان ہو گئے۔ اسی شب آپ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے دیکھا کہ اے احمد تو نے ہمارے لئے سات شمعیں روشن کیں اور اس کے صلہ میں ہم نے تیرے ہی وسیلے سے ستر قلوب کو نورِ ایمان سے منور کر دیا۔

آپ کے ارشادات

فرمایا: فقر تین چیزوں سے حاصل ہوتا ہے: (۱) سخاوت (۲) تواضع (۳) ادب۔

فرمایا: شاکی لوگ صابر نہیں ہو سکتے، لیکن مضطرب لوگوں کا زادِ راہ صبر ہے۔

فرمایا: معرفت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کو قلب سے محبوب رکھتے ہوئے زبان سے بھی یاد کرتا رہے اور خدا کے علاوہ ہر چیز ترک کر دے۔

فرمایا: اہل اخلاق خدا کے نزدیک محبوب ہوتے ہیں اور خدا کی محبت یہ ہے کہ تمام اسباب و وسائل کو خیر باد کہہ کر صدق دلی کے ساتھ ذکر

الٰہی میں مشغول رہے۔

فرمایا: جب قلب نور سے پُر ہو جاتا ہے تو اس کا نور اعضاء سے بھی ظاہر ہونے لگتا ہے اور اگر باطل سے لبریز ہوتا ہے تو اس کی تاریکی بھی اعضاء سے ظاہر ہوتی ہے۔

فرمایا: خواب غفلت سے خراب کوئی خواب نہیں اور شہوت سے زیادہ قوی کوئی دوسری چیز نہیں لیکن غفلت کے بغیر شہوت کا غلبہ نہیں ہو سکتا

فرمایا: زندگی میں ایسی میانہ روی ہونی چاہئے جو دین و دنیا دونوں سے مطابقت رکھتی ہو۔

فرمایا: خدا کے سوا ہر شے سے کنارہ کشی سب سے بڑی عبادت ہے۔

حضرت ابراہیم بن داؤد دورقی رحمتہ اللہ علیہ

شیر قدموں میں: کسی درویش کی کملی میں آپ کے پیراہن کا ایک ٹکڑا سلا ہوا تھا۔ چنانچہ جنگل میں جب اس درویش پر شیر حملہ آور ہوا تو قریب پہنچ کر بجائے حملہ کرنے کے اس کے قدموں میں سر جھکا کر خاموشی کے ساتھ لوٹ گیا۔

حضرت یوسف اسباط رحمتہ اللہ علیہ

صدق کی علامتیں: آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ صدق کی چھ علامتیں ہیں:

(۱) قلب و زبان کو درست رکھنا، (۲) قول و فعل میں مطابقت قائم رکھنا، (۳) اپنی تعریف کی خواہش نہ کرنا، (۴) حکومت اختیار نہ کرنا، (۵) دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دینا، (۶) نفس کی مخالفت کرنا۔

حضرت ابو یعقوب بن اسحاق نہر جوان رحمتہ اللہ علیہ

سزا مل گئی: آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک کانے کو دوران طواف یہ دعا کرتے سنا کہ اے اللہ میں تجھ سے ہی تیری پناہ کا طالب ہوں اور جب آپ نے اس دعا کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ میں نے ایک حسین شخص کو دیکھ کر قلب میں کہا کہ بہت ہی حسین شخص ہے۔ یہ کہتے ہی میری وہ آنکھ جس سے میں نے اس کو دیکھا تھا ایک ہوا کے جھونکے کے ساتھ ختم ہوگئی اور اس کے بعد ندا آئی کہ تجھے اپنے جرم کی سزا مل گئی اور اگر اس سے زیادہ تصور کرتا تو سزا میں بھی اضافہ کر دیا جاتا۔

حضرت سمنون محبؒ رحمتہ اللہ علیہ

بیٹی کی موت پر شکر ادا کیا: اتباع سنت کی خاطر حضرت سمنون محبؒ رحمتہ اللہ علیہ نے نکاح کر لیا اور جب لڑکی تولد ہوئی تو آپ کو اس سے بے حد لگاؤ ہو گیا۔ چنانچہ خواب میں دیکھا کہ میدانِ محشر میں محبین کے لیے ایک جھنڈا نصب ہے اور جب آپ اس کے نیچے پہنچے تو ملائکہ نے وہاں سے ہٹانا چاہا، لیکن آپ نے فرمایا کہ میں شمعون محبؒ ہوں اور جب خدا نے مجھے اسی نام سے شہرت عطا کی ہے تو پھر مجھ کو یہاں سے کیوں ہٹاتے ہو، ملائکہ نے جواب دیا کہ لڑکی کی محبت سے قبل تم واقعی محبؒ تھے، لیکن اب وہ مرتبہ سلب کر لیا گیا ہے۔ یہ سن کر آپ نے خدا سے دعا کی کہ اگر بچی کی محبت تجھ سے بعد کا باعث ہے تو اس کو اسی وقت موت دے دے۔ ابھی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ گھر میں سے شور اٹھا کہ بچی چھت پر سے گر کر ہلاک ہوگئی، یہ سنتے ہی آپ نے خدا کا شکر ادا کیا۔

حضرت ابو محمد مرتعش رحمتہ اللہ علیہ

دل کی بات کو جان لیا: ایک بزرگ یہ فرمایا کرتے تھے کہ بغداد کے دوران قیام جب میں نے حج کا ارادہ کیا تو میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا ۔ چنانچہ میں نے یہ طے کرلیا کہ حضرت مرتعش رحمتہ اللہ علیہ بغداد تشریف لا رہے ہیں ان سے پندرہ درہم کا رجوتا اور کوزہ خرید کر حج کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔ یہ خیال آتے ہی باہر سے آپ نے مجھے آواز دے کر پندرہ درہم دیتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اذیت نہ پہنچایا کر۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن فضل رحمتہ اللہ علیہ

شقاوت کی علامت کیا ہے: ایک مرتبہ حضرت ابوعثمان حیری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے خط کے ذریعے دریافت کیا کہ شقاوت کی کیا علامت ہے؟ آپ نے جواب میں تحریر کیا کہ تین چیزیں شقاوت کی علامت ہے (۱) علم بے عمل، (۲) عمل بے اخلاص، (۳) بزرگوں کی تعظیم سے محرومی۔

اس جواب کے بعد حضرت عثمان حیری رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر کیا کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو زندگی بھر آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتا رہتا۔

مشہور ہے کہ جب اہل بلخ نے آپ کو اذیتیں دے کر وہاں سے نکال دیا تو آپ نے بددعا کی کہ اے اللہ اہل بلخ سے صدق کا صفایا کردے، چنانچہ اس کے بعد وہاں سے صدیقین کا خاتمہ ہو گیا۔

حضرت شیخ ابوالحسن بوشنجی رحمتہ اللہ علیہ

دعا کی برکت: کسی دہقانی کا گدھا گم ہو گیا تو اس نے آپ پر چوری کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ خیریت اسی میں ہے کہ میرا گدھا واپس کردو اور جب آپ کے مسلسل انکار کے باوجود بھی وہ نہیں مانا تو آپ نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے اس مصیبت سے نجات عطا کر۔ چنانچہ اس دعا کے ساتھ ہی اس کا گدھا مل گیا جس کے بعد اس نے معذرت طلب کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ تو میں اچھی طرح جانتا تھا کہ آپ نے نہیں چرایا ہے لیکن جس انداز سے آپ کی دعا قبول ہوگئی میری ہرگز نہ ہوتی، اسی وجہ سے میں نے آپ کو مورد الزام ٹھہرایا تھا۔

حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذی رحمتہ اللہ علیہ

کتابیں دریا میں ڈال دیں: حضرت ابوبکر وراق رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنی ایک تصنیف کے چند جزو دے کر حکم دیا کہ ان کو دریائے جیحون میں ڈال دو لیکن میری نظر جب ان اوراق پر پڑی تو ان میں مکمل حقائق کا اقتباس درج تھا۔ چنانچہ میں نے اس کو اپنے گھر میں رکھ لیا اور آپ سے جب یہ بہانہ کیا کہ میں دریا میں ڈال آیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا مکان دریا تو نہیں ہے، جاؤ ان کو دریا میں ڈال دو۔ چنانچہ اس وقت میں نے دریا میں پھینکا تو ایک صندوق جس کا ڈھکنا کھلا ہوا تھا نمودار ہوا اور جب وہ تمام اوراق اس میں داخل ہو گئے تو ڈھکنا خود بخود بند ہوا اور صندوق غائب ہو گیا۔ جب یہ واقعہ میں نے آپ سے بیان کیا تو فرمایا کہ میری تصنیف حضرت خضر علیہ السلام نے طلب کی تھی اور وہ صندوق ایک مچھلی لے کر آئی تھی جو پھر ان تک پہنچا دے گی۔

حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ

بیٹے کا خوف خدا سے وصال: جب آپ کے صاحبزادے تلاوت کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے یَوْمَ یَجْعَلُ الْوِلْدَ انَ شِیْبًا یعنی ایک دن بچے بوڑھے ہو جائیں گے تو وہ خوف الٰہی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً دم نکل گیا اور حضرت ابو وراق رحمۃ اللہ علیہ ان کے مزار پر روتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ کس قدر افسوسناک ہے یہ بات کہ اس بچے نے ایک ہی آیت کے خوف سے جان دے دی لیکن میرے اوپر برسوں کی تلاوت کے بعد یہ آیت اثر انداز نہ ہو سکی۔

حضرت شیخ خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ

مزدوری دریا میں پھینک دینا: جب آپ دریا پر جاتے تو مچھلیاں کچھ چیزیں لاتیں اور آپ کے قریب آ کر رکھ دیتی تھیں۔ ایک دن آپ کسی بڑھیا کا کپڑا بن رہے تھے تو اس نے پوچھا کہ اگر تم نہ ملو تو مزدوری کس کو دے دوں، فرمایا کہ دریائے دجلہ میں پھینک دینا۔ پھر اتفاق سے ایسا ہی ہوا کہ جب وہ اجرت لے کر آئی تو آپ موجود نہیں تھے، چنانچہ اس نے وہ دینار دریا میں پھینک دیئے اور جب آپ دریا پر پہنچے تو ایک مچھلی نے پانی سے باہر آ کر وہ دینار آپ کے سامنے رکھ دیئے۔

حضرت ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

درندہ کے ذریعہ نجات: ایک مرتبہ حضرت ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کسی سے کچھ طلب نہ کرنے کے عہد کے ساتھ سفر کے لئے چل پڑے تو روانگی کے وقت آپ کی ہمشیرہ نے کچھ دینار آپ کی گدڑی کی جیب میں ڈال دیئے مگر آپ نے انہیں نکال کر پھینک دیا۔ پھر چلتے چلتے اچانک ایک کنوئیں میں گر پڑے مگر متوکل علی اللہ ہونے کی وجہ سے ذرہ برابر بھی چوٹ نہ آئی اور تقاضائے نفس کے باوجود نفس کشی کی نیت سے کنوئیں میں مشغول عبادت رہے۔ پھر کسی مسافر نے اس خیال سے کنوئیں کے اوپر کانٹے بچھا دیئے کہ کوئی گر نہ پڑے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر نفس نے بہت شور و غوغا کیا لیکن آپ خاموش بیٹھے رہے اور کچھ وقفہ کے بعد ایک شیر نے کنوئیں پر سے کانٹے ہٹا کر کنوئیں کی من پر مضبوطی سے پنجے جما کر پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیئے لیکن آپ نے فرمایا کہ میں بلی کا احسان مند بننا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ اسی وقت بذریعہ الہام کہا گیا کہ ہم نے ہی اس شیر کو بھیجا ہے اس کے پیر پکڑ کر اوپر آ جاؤ اس کے بعد آپ تعمیل حکم میں باہر نکل آئے۔ پھر ندائے غیبی آئی کہ ہم نے بر بنائے توکل تیرے قاتل ہی کے ذریعے تجھے نجات دلوا دی۔

حضرت احمد مسروق رحمۃ اللہ علیہ

صداقت اسلام: ایک شیریں سخن بوڑھے نے آپ سے کہا کہ اپنا خیال ظاہر فرمائیے۔ آپ کو خیال ہوا کہ شاید یہ یہودی ہے اس لئے آپ نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو تم یہودی معلوم ہوتے ہو۔ وہ آپ کی اس کرامت سے سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں اسلام سے زیادہ صداقت آمیز کسی مذہب کو نہیں پاتا۔

حضرت عبداللہ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ

سچ کی برکت: آپ علیہ الرحمہ ورثہ میں حاصل شدہ مکان پچاس دینار میں فروخت کر کے حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں ایک بدو نے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے۔ آپ نے بتایا کہ پچاس دینار اور اس بدو کے طلب کرنے پر آپ نے اس کے حوالے کر دیئے لیکن اس نے آپ کی صدق گوئی کی وجہ سے دینار آپ کو واپس کر دیئے لیکن اس نے آپ کی صدق گوئی کی وجہ سے دینار آپ کو واپس کر دیئے اور اونٹ

پر بٹھا کر آپ کو مکہ معظمہ تک لے گیا اور کافی عرصہ آپ کی خدمت میں رہ کر شیخ کامل بن گیا۔

حضرت شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ

عبادت و ریاضت: آپ اپنے عہد کے بہت عظیم عابدو زاہد تھے اور تصوف کے موضوع پر بے شمار تصانیف چھوڑیں۔ آپ نماز عشاء کے بعد سے نماز فجر تک نوافل میں روزانہ ایک قرآن پاک ختم کرتے اور طواف کعبہ کے دوران بارہ ہزار قرآن پاک ختم کیے۔ آپ کا عالم یہ تھا کہ تیس سال تک کعبہ کے پرنالے کے نیچے بیٹھے رہے اور شب و روز میں صرف ایک مرتبہ وضو کرتے اور اس تیس سالہ مدت میں نہ تو ذکرِ الٰہی سے کبھی غافل ہوئے اور نہ ایک لمحہ کے لئے آرام فرمایا۔

چور کے ہاتھ خشک ہو گئے: دورانِ نماز ایک چور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر سے چادر کھینچ کر بھاگا تو اس کے دونوں ہاتھ اسی وقت خشک ہو گئے۔ چنانچہ اس نے واپس آ کر چادر پھر آپ کے کندھے پر ڈال دی اور فراغت نماز کے بعد آپ سے معافی کا طالب ہوا، آپ نے معافی کی وجہ پوچھی تو اس نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ عظمتِ الٰہی کی قسم نہ تو مجھے چادر لے جانے کی خبر ہوئی اور نہ واپس لانے کی۔ پھر آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی تو اس کے ہاتھ ٹھیک ہو گئے۔

حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ

کثرتِ نکاح: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وقتاً فوقتاً دو، دو تین، تین نکاح کر کے چار سو نکاح کئے کیونکہ عورتیں بکثرت آپ سے نکاح کرنے کی متمنی رہا کرتی تھیں۔ لیکن ایک بیوی جو کسی وزیر کی لڑکی تھی مکمل چالیس سال تک آپ کے نکاح میں رہی اور جب وہ تمام عورتیں جو آپ کے نکاح میں رہ چکی تھیں ایک دن یکجا ہوئیں تو ایک نے دوسری سے پوچھا کہ کیا شیخ خلوت میں کبھی تمہارے ساتھ ہم بستر ہوئے؟ سب نے متفقہ طور پر جواب دیا کہ کبھی نہیں اور جب وزیر کی لڑکی سے معلوم کیا گیا تو اس نے بتایا کہ جس دن شیخ میرے ہاں تشریف لاتے ہیں تو پہلے ہی سے مطلع کر دیتے ہیں اور میں نفیس قسم کے کھانے تیار کر کے لباس و زیور سے آراستہ ہو جاتی ہوں۔ چنانچہ جب پہلی مرتبہ آپ میرے ہاں آئے اور میں نے جب کھانا آپ کے سامنے پیش کیا تو پہلے کچھ دیر تک آپ مجھے دیکھتے رہے پھر میرا ہاتھ اپنی بغل میں لے کر پیٹ اور سینہ پر پھیرا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کے شکم مبارک پر گیارہ گرہیں پڑی ہوئی ہیں اور آپ نے فرمایا کہ یہ سب گرہیں صبر کی ہیں کیونکہ تیری جیسی حسین صورت اور اس قدر نفیس کھانوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے اور اس کے بعد سے مجھ میں کبھی یہ ہمت نہیں ہوئی کہ آپ سے کوئی سوال کر سکوں۔

ظاہر و باطن میں فرق: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں دو افراد کا نام احمد تھا لہٰذا دونوں میں امتیاز کی غرض سے ایک کو 'احمد کہہ' اور دوسرے کو 'احمد مہ' کے نام سے پکارا جاتا تھا، لیکن آپ کو 'احمد کہہ' سے زیادہ رغبت تھی۔ جبکہ 'احمد مہ' عبادت و ریاضت میں 'احمد کہہ' سے کہیں زیادہ تھا اور یہ بات تمام مریدین کو ناگوار خاطر بھی تھی کہ آپ زیادہ عابد و زاہد سے محبت کیوں نہیں کرتے۔ چنانچہ آپ نے مریدین کے احساسات کو محسوس کرتے ہوئے ایک اجتماع عام میں 'احمد کہہ' سے فرمایا کہ جا کر اونٹ کو چھت پر باندھ دو لیکن اس نے عرض کیا کہ چھت پر اونٹ کیسے چڑھ سکتا ہے۔ پھر جب آپ نے 'احمد مہ' کو حکم دیا تو وہ آمادہ ہو گیا اور اونٹ کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھانے کی کوشش کی لیکن اونٹ میں حرکت تک نہ ہو سکی۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ظاہر و باطن میں یہی فرق ہوتا ہے، 'احمد کہہ' قلب سے میری اطاعت کرتا ہے اور 'احمد مہ' صرف ظاہری عبادت پر نازاں ہے۔

مدارس میں تصنیفی تربیت کا فقدان (اسباب و علاج)

محمد صادق رضا مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اساتذہ تصنیف وتالیف کے سلسلے میں مناسب رہ نمائی فرمائیں: اس عہد کے سیاق وسباق پر نظر ڈالیں تو تخیل کے کانوں میں یہ سرگوشیاں صاف سنائی دیں گی کہ معاصر حالات میں تحریر وقلم کی افادیت واہمیت کی روشنی اتنی تیز ہو چکی ہے کہ آنکھیں خیرہ ہونے لگیں ہیں اور مستقبل میں ان کے امکانات تو کچھ زیادہ ہی منور ہیں، اِن سرگوشیوں پر بے ساختہ پھر سے کان دھرنے کو جی چاہتا ہے۔ اہلِ علم ودانش خوب جانتے ہیں کہ تصنیف وتالیف اور تنقید وتحقیق خدائے تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، لیکن جب شگفتہ پیرایۂ اظہار سلاست وحلاوت دلکش اسلوبیاں نظام اور تخلیقیت کسی تحریر میں جگمگاہٹ پیدا کردے اور عروسِ تحریر کا حسن وجمال من موہنی ہو جائے تو یہ خدا کی دوسری بڑی نعمت ہے اس کے لیے ان صفات سے مزین قلم پروردگار کی بارگاہ میں جتنے بھی سجدہ ہائے نیاز لٹائے کم ہے۔ اس تناظر میں تخلیقی وقلمی سطح پر اگر ہم پوری اردو دنیا کے مصنفین ومؤلفین کی تحریری کاوشات کا تجزیہ کریں تو ہمارا قلم اِس حقیقت کو اجاگر کرنے میں بالکل تکلف نہیں کرتا کہ مذکورہ اوصاف کے ساتھ جن کے قلم سے اظہار وترسیل راہ پاتی ہے ان میں بلا مبالغہ 90% فی صد کا تعلق مدارس سے نہیں ہے۔ اس انکشاف سے چونکیے مت، جب ذہنوں سے عقیدت مندی اور بے خبری کے کہرے چھٹ جائیں گے تو یہ انکشاف خود بخود صداقت کا جامہ پہن لے گا۔

اب آیئے ان اسباب کی کھوج لگائیں آخر کن اسباب کی بنا پر اردو ادبا اور ادبی تحریروں کے تخلیق کاروں نے علمائے کرام کی نگارشات کی بہ نسبت اپنی نمایاں انفرادیت، تخلیقی حیثیت اور الگ شناخت قائم کی ہے اور اُن کے مقابلے میں علمائے کرام کی تحریری خدمات بے رنگ اور پھیکی نظر آتی ہیں، بلکہ بعض بعض ایسے بھی علما کی تحریریں شائع ہو رہی ہیں جن کو مصنف تو کجا مضمون نگار کہنے کے لیے بھی ایک لمحہ سوچنا پڑتا ہے، بالآخر ذہن کا فیصلہ نفی میں ہوتا ہے۔ پڑھے لکھے، باشعور، سنجیدہ اور روشن خیالات طبقے تک اولاً تو اس طرح کی تحریروں کی رسائی نہیں ہو پاتی اور اگر کسی طور پر ہو بھی گئی تو ان کے مطالعے کی ناک بھنویں سکڑنے لگتی ہیں اور ذوق مطالعہ کا مزاج گرم دیکھ کر ایک طرف کھسکا دی جاتی ہیں جب کہ ادبی تحریروں کی آزمائش وزیبائش کا عطر ان کے ایوانِ فکر کو مہکا دیتا ہے اور یہ ادبی نگارشات ان کے ذوق مطالعہ کے سارے ساز وسامان فراہم کرتی ہیں تو آخر کیوں وہ انہیں اپنے مطالعے کی میز پر جگہ نہیں دیں گے؟ ان تمام حقائق کی تہیں پیاز کے چھلکے کی طرح جب ہمارے سامنے کھلتی ہیں تو تصورات کا دھارا مدارس کی طرف بہنے لگتا ہے۔ اگر مدارس میں تصنیفی تربیت کا اہتمام ہوتا، طلبہ میں ادبی مذاق کے پر وبال سنوارے جاتے اور ان میں قلمی صلاحیت پیدا کی جاتی تو شاید مدارسِ اسلامیہ سے وابستہ قلم کاروں کی نوک سے نکلی ہوئی تحریریں بھی درخور اعتنا سمجھی جاتیں، مگر دینی مدارس میں اب تک تصنیف وتحقیق کی اہمیت وافادیت درج نہیں ہو سکی ہے، نہ اساتذہ کی طرف سے طلبہ کو کوئی رہ نمائی ملتی ہے اور نہ ہی ایسا ماحول سازگار ہو پاتا ہے، جس میں پروان چڑھ کر ان کا قلمی شعور اور تحریری سلیقہ مندی بلوغیت کی منزل پر قدم رکھ

سکے۔

اربابِ مدارس کو اگر اس سمت میں پیش رفت کرنے کا مشورہ دیا جائے تو وہ قبول کرنے کے بجائے مدارس کی اقتصادی بدحالی پر نوحے پڑھنے شروع کر دیتے ہیں، حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی نوحہ خوانی میں کوئی دم نہیں، غیر ضروری کاموں میں سالانہ لاکھوں کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا دیے جاتے ہیں اور ضروری کاموں کو مالی کمزوری کی میلہ سازی سے صرف منصوبوں کی چہار دیواری میں بند رہنے دیا جاتا ہے۔

اربابِ مدارس اور اساتذہ کے ساتھ ساتھ طلبہ بھی اس اہم خامی کے کم ذمہ دار نہیں ہیں زیادہ فی صد ایسے ہی طلبہ ہیں جو تحریر و قلم سے کوئی شغف نہیں رکھتے، صعوبت نگارش سے دور بھاگتے ہیں، ایسے طلبہ تصنیف، تحقیق اور تالیف جیسے دِقت طلب اور دل سوزی اور دماغ پوشی والے کاموں کو چھوڑ کر تقریر و خطابت سے وابستہ ہو جاتے ہیں جہاں ان کو ایک ڈیڑھ گھنٹے کے عِوض نذرانے کی صورت میں خطیر رقم بھی مل جاتی ہے، شہرت و مقبولیت سے بھی کافی حصہ ہاتھ آ جاتا ہے اور آمد و رفت کے اخرجات اور عزت بھی بٹورنے کا موقع ملتا ہے، تو بھلا کیوں کر وہ تصنیفی کاموں میں اپنی جان کھپائیں جس میں کما حقہ ان کی حوصلہ افزائی بھی نہیں کی جاتی، معاوضہ ملنا تو بہت دور کی بات ہے، اس لیے اس سے دل برداشتہ ہو کر معاشی پیٹ کی بھوک مٹانے کی خاطر خطابت کے میدان میں کُودنا ان کی مجبوری ہے۔

مدارسِ دینیہ میں تصنیفی تربیت اور تحریری ماحول کے فقدان ہی کا تو یہ شاخسانہ ہے اور خود طلبہ کے لوح و قلم سے دلچسپی نہ رکھنے کا نتیجہ یہ بھی کہ بعض طلبہ مضمون لکھنا تو درکنار چند سطری درخواست بھی نہیں لکھ پاتے بلکہ بعض فارغ شدہ مولویوں کو بھی ہم نے دیکھا جو اپنی درخواست میں بھی مکمل اور صحیح طور پر اپنے مافی الضمیر کے اظہار سے عاجز رہتے ہیں اور انہیں دوسروں کا دست نگر بننا پڑتا ہے۔ یہ ساری صورتِ حال دیکھ کر حیرتوں کی طنابیں کھنچنے لگتی ہیں کہ آخر اپنی حیات کا نو، دس سال کا ایک لمبا عرصہ مدرسے میں گزار کر جو شخص اپنی درخواست لکھنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا اس سے کیا امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے ورثے کی حفاظت کر سکے گا۔ یہ بات ہمیشہ ذہن کی دیوار پر منقش رہنا چاہیے کہ درسی صلاحیت اور چیز ہے اور قلمی استعداد اور چیز، دونوں کے کوچے بالکل الگ الگ نوعیت کے ہیں، اگر کسی کو درسیات پر مکمل کنٹرول ہے درسیات کی کلیات و جزئیات اُس کے مطالعے کے وسیع خانوں میں بڑے قرینے اور خوش اُسلوبی سے سجی ہوئی ہیں وہ جب چاہیں انہیں وہاں سے اٹھا کر لوگوں کے سامنے پیش کر سکتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ تحریر کے میدان میں بھی اس کا اسپ خامہ سلیقے سے گزر جائے اور اپنے نشانِ قدم سے انشا پردازی کے گُل بوٹے اگا یا جائے جس کی خوشبو تادیر مشامِ مطالعہ کو معطر کر سکے، نہیں ایسا ہرگز نہیں، مگر کیا کہیں اساتذہ، طلبہ اور اراکین مدارس کو ان کے ذہن کو یہی خوش فہمیاں ورغلاتی ہیں، مدارس میں تصنیفی تربیت کے فقدان کا اسے ایک اہم سبب قرار دیا جا سکتا ہے۔

تصنیفی محاذ پر مدارس کی ناکامی کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ وہاں کے نصابِ تعلیم میں اردو کو بحیثیتِ زبان نہیں پڑھایا جاتا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ املا اور تذکیر و تانیث کی اتنی اغلاط مدارس سے فارغ شدہ حضرات کی تحریروں میں ہوتی ہیں کہ شاید ہی ادبی ذوق رکھنے والوں کے قلم

سے نمو پاتی ہوں، وہ یہ حکم کثرتِ تعداد سے بندھا ہوا ہے، مدارس میں چوں کہ اظہار وترسیل کی زبان اردو ہوتی ہے اور تصنیف وتالیف کے لیے بس اسی کو کافی سمجھا جاتا ہے اردو ادب پڑھنے کی ان کو توفیق نہیں ہوتی الا ماشاءاللہ جس کا آگے چل کر خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

آپ اسے پچھلے سطور میں پڑھ چکے ہیں ان کھلی ہوئی حقیقتوں کا دیدار کرنے کے بعد جب کہ تصنیف وتالیف میں عمدگی اور تاب ناکی نہ ہونے کے سبب ہمیں دعوتی وتبلیغی مورچوں پر خاطر خواہ کامیابی نہ مل سکی ہو۔ایسے منظرنامے میں مدارس، تصنیفی تربیت کے انجماد کو اب بھی دور نہ کریں، مدارس کے وجود سے تصنیفی تربیت کا فقدان اب بھی روگ بن کر چمٹا رہے یا اساتذہ بھی طلبہ کی ذہن سازی نہ کرسکیں اور ان کے درمیان تحریری سرگرمیوں کی بساط نہ بچھا سکیں تو کیا یہ ہمارے ادبی زوال کا اشاریہ نہیں؟۔

اب آیئے اس مرض کا کچھ علاج تشخیص کریں ممکن ہے کہ تصنیف وتالیف کا زخم خوردہ معیار پھر سے صحت یاب ہوجائے۔

☆ سال میں دو مرتبہ مدارس میں تحریری مقابلے کا انعقاد کیا جائے، درجات کے اعتبار سے عناوین دے کر مضامین لکھوائے جائیں اور اساتذہ وقت نظری اور دلجمعی سے انہیں جانچیں، پوزیشن کے حساب سے طلبہ کو انعامات سے نوازا جائے، اساتذہ مضامین چیک کرنے کو اپنے قیمتی اوقات کا ضیاع نہ سمجھیں ورنہ اس کی وجہ سے عموماً ایسا ہوتا ہے کہ مستحق طلبہ غیر مستحق قرار دے دیے جاتے ہیں اور احساسِ کمتری ان کی خفیہ صلاحیتوں میں زنگ لگاتا رہتا ہے۔

☆ اساتذہ تصنیف وتالیف اور تنقید وتحقیق کے سلسلے میں مناسب رہنمائی فرمائیں اور انہیں تحریر وقلم کی ترغیب دیں خصوصیت کے ساتھ انہیں اردو ادب کی کتابیں پڑھنے کا شوق دلائیں۔

☆ مدرسے کی لائبریری میں منتخب ادبی رسائل وجرائد منگوائیں جائیں، طلبہ انہیں پڑھ کر اپنی تحریروں کے شکستہ پر وبال سنوارنے کی کوشش کریں

☆ مدرسے کی جانب سے طلبہ کے اندر تحریری انجمنیں قائم کی جائیں اور ان کے تحت جداریے نکالے جائیں، لیکن فوائد کے ساتھ ساتھ ایک خسارہ یہ ہوگا کہ درسیات میں کمزوری پیدا ہوجائے گی لیکن پڑھنے لکھنے والے طلبہ کے لیے یہ بھی کوئی مشکل نہیں ہے۔

☆ تحریر وقلم میں اثریت پیدا کرنے کے لیے جس بات پر میں نے بہت زور دیا ہے اور آپ اسے مضمون کا مرکزی نکتہ بھی کہہ سکتے ہیں وہ یہ کہ اسلوب وتحریر کا لباس خوش نما بنانے کے لیے ادبی حسیت ضروری ہے تاکہ تخلیقی سطح پر ہمارے اسالیب ولفظیات کی دوشیزگی نکھر کر سامنے آتی رہے اور قاری پر اس کے سحر کا اثر تادیر قائم رہے۔میں نے پہلے بھی اپنے مضمون میں لکھا تھا اور آج پھر اسی کا اعادہ کررہا ہوں کہ پڑھا لکھا اور سنجیدہ طبقہ اسی وقت ہماری کتابوں کی طرف راغب ہوگا جب ہم مولویانہ خشک اور غیر ادبی اسلوب سے پرہیز کریں، جمالیاتی نثر میں گھول کر تحریر پیش کریں اور سنجیدگی اور معقولیت کا اس تحریر پر چھڑکاؤ کیا گیا ہو اور یہ اُس وقت ہوگا جب ہم ادب سے دلچسپی رکھیں گے۔

☆ مدارس کے تحریری مقابلے کے انعقاد میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ طلبہ جتنے بھی مقالات لکھیں سب کی الگ الگ اصلاحات کی جائیں تاکہ وہ اپنی خامیوں کو گرفت میں رکھ سکیں، اس مقابلے کے انعقاد کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے مگر عموماً صرف انعامات دے کر ہی کامیابی تصور کرلیا جاتا ہے۔مقالات کم لکھوائیں جائیں تاکہ طلبہ کی فرداً فرداً رہنمائی کی جاسکے، اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو اس طرح کے مقابلے کا کیا حاصل؟۔

اعلیٰ دماغ اور غنی مزاج رھنما کی ضرورت

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لیڈری کا شوق پالنے کو تو ہمارے ہاں ہر دوسرا آدمی تیار ہے بالخصوص جاگیردار طبقہ اور نودولتئے اس کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں اس لئے کہ روٹی روزگار کے غم سے وہ آزاد ہوتے ہیں، انہیں کسی شغل کی تلاش ہوتی ہے سو وہ قوم کے لیڈر بن جاتے ہیں اور اسی قماش کی لیڈر شپ نے ملک کو الٹے پاؤں سفر کرنے پر مجبور کر رکھا ہے، قائداعظم علیہ الرحمہ کے بعد کوئی شخص ایسا نہ اٹھا جو سیاسی میدان میں معجزہ کر دکھاتا، قدرت نے قائداعظم علیہ الرحمہ کو دماغ اعلی اور مزاج غنی دے رکھا تھا۔ جب کسی نے علامہ اقبال علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ آخر قیادت کے ضمن میں آپ کی نگاہ انتخاب محمد علی جناح کی طرف کیوں اٹھی؟ تو انہوں نے دو حرفی مگر بہت خوبصورت اور جامع جواب دیا تھا، انہوں نے کہا کہ یہ شخص دو خوبیاں رکھتا ہے ایک یہ کہ یہ شخص Un Parchase Able (ناقابل خرید) ہے اور دوسرے (In Corrupt Able) (آلودہ نہ ہونے والا) ہے، اور یہ دو صفات اعلی انسانی اخلاق اور بلند پایہ قیادت کی دلیل اور مظہر ہیں۔ کچھ اچھے لوگ اگر میدان سیاست میں آئے بھی تو لوگوں کی نگاہوں نے انہیں ابھرنے نہ دیا، اس لئے کہ ہم زر اور زور کی سیاست کے خوگر ہو چکے ہیں، علم و فضل اور اخلاق و کردار ثانوی حیثیت رکھتے ہیں، آج پوری قوم اپنے طرز عمل اور لیڈروں کی فرد عمل کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ ظاہر ہے جو شخص کروڑ پتی ہو اور سیاست میں آئے یا سیاست میں آنے کے بعد کروڑ پتی بن جائے وہ کروڑوں کے ''مروڑ'' سے کب نجات پا سکے گا؟

لیڈر بننے میں کشش تو بات ہے زندہ باد کے نعروں کی گونج کس کو مدہوش نہیں کرتی، نشتر پارک اور موچی گیٹ کے جلسے کس کا دل نہیں لبھاتے، ہوائی اڈوں پر کارکنوں کا ہجوم کس کو نہیں بھاتا۔ جہازی حجم کے پوسٹر اور قد آدم پورٹریٹ کس کو محور نہیں کرتے، اخبارات میں آٹھ کالمی انٹرویو کس کی چٹکیاں نہیں لیتے اور ٹی وی سکرین پر رنگین تصویریں کس کے سینے میں ہلچل نہیں مچاتی۔ مگر یہ سب کھلونے ہیں جو اس سے دل بہلائے اور خوش ہو جائے وہ ابھی بچہ ہے لیڈر نہیں، یہ باتیں بہت دلفریب ہیں پھر بھی۔

نماز عشق میں گو دل کشی بہت ہے مگر　　　جگر کا گرم لہو چاہئے وضو کے لئے

لیڈر کو اعلی دماغ اور غنی مزاج ہونا چاہئے، اعلی دماغی انسان کو وژن عطا کرتی ہے اور غنی مزاج لیڈر کو اس کی ذات، خاندان کے مفاد اور ہوس مال و جاہ سے اوپر اٹھا دیتی ہے۔ جو لوگ تاریخ میں امر ہوئے ہیں، رشوت اور سفارش کی بنیاد پر نہیں اہلیت اور کڑی آزمائش کے زور پر ہوئے ہیں ورنہ تاریخ کے سفر میں کسی کو گرد کی طرح بیٹھے، بتاشے کی طرح پگھلنے، دھوئیں کی طرح اڑنے، بلبلے کی طرح پھٹنے، ہوا کے جھونکے کی طرح گزرنے اور پانی کی لکیر کی طرح مٹنے میں کتنی دیر لگتی ہے؟

ہمارے ہاں اکثر و بیشتر لیڈر اپنی تصویر دیکھ کر اور چوکھٹے میں چھپی اپنی خبر پڑھ کر خوش ہونے والے ہیں، یہ چیزیں ان کے لئے

آکسیجن کا کام دیتی ہیں۔کمال تو ان لوگوں کا ہے جن کے زمانے میں نہ اخبار تھے نہ ریڈیو تھے، نہ ٹی وی، نہ فلیکس ، نہ انٹرنیٹ نہ ہوائی جہاز نہ ٹیلی فون اور نہ اخبار مگر سینۂ ہستی پر نقش اور لوح جہاں پر رقم ہو کر رہ گئے ہیں۔ وہ حرف مکرر نہیں تھے کہ مٹا دیئے جاتے بلکہ ہمیشہ قند مکرر بن کر رہے جن کی یاد سے زمانہ بار بار لطف لیتا ہے۔

اوروں کو چھوڑیئے ایک عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے لیجئے ، ابن خطاب کو تاریخ کس کس القاب سے یاد نہیں کرتی ، ان کا عدل ایک مثال بنا، حق و باطل میں واضح فرق ان کا مزاج ٹھہرا، شجاعت ان کی فضیلت اور غیرت ان کی سیرت قرار پائی ، وہ چہرے کے میک اپ اور کپڑوں کے انتخاب میں ہر وقت الجھے رہنے والے نہیں تھے، نہ ہی صوفوں اور قالینوں کی رنگت اور بنت میں انہیں استغراق تھا، وہ ماضی میں اپنے اونٹ چرانے کے ذکر پر شرماتے نہیں بلکہ فخر کرتے تھے، بیت المال کا اونٹ گم ہو جاتا تو اسے بنفس نفیس ڈھونڈنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے تھے، پیوند لگا کرتا پہن کر وہ کسی احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہوتے تھے، کسی بیوہ کے گھر چولہا جلاتے ہوئے راکھ سے ان کی داڑھی اٹ جاتی تھی تو کسمساتے نہیں تھے، غلام اونٹ پر سوار ہوا اور وہ مہار پکڑے پیدل چل رہے ہوتے تھے تو دبدبۂ فاروقی میں کوئی فرق نہیں سمجھتے تھے، رات کو اکیلے گشت پر نکل کھڑے ہوتے تو ان کی امارت خطرت میں نہیں پڑ جاتی تھی ، ہمارے یہاں کا کم و بیش ہر لیڈر نمود و نمائش، آسائش و آرائش اور طعام و رہائش کے تار عنکبوت کو توڑنے کی جرأت نہیں کر رہا جو ایک ہلکی سی پھونک بھی نہیں سہہ سکتا، وہ جو کسی نے شاعرانہ رنگ میں کہا ہے۔

ترک تعلقات کو اک لمحہ چاہئے لیکن تمام عمر یہی سوچنا پڑا

ہمارے لیڈروں نے لمحوں کے سفر کو صدیوں کا سفر بن کر قوم کے لئے بہت بوجھل کر دیا ہے، اعلیٰ دماغ اور غنی مزاج ایک لمحے میں صدیوں کو اپنی مٹھی میں کر لیتا ہے اور تھڑدلے لوگ لمحوں کو پھیلا کر صدیوں میں بکھیر دیتے ہیں ، پھر ان کو سمیٹنے میں عمریں لگ جاتی ہیں پھر بھی کچھ ہاتھ نہیں آتا ، ویسے تو پوری کی پوری ملت اسلامیہ اس بات میں تہی دامن ہے کہ کوئی اونچا، بڑا اور کھرا رہنما اسے میسر نہیں ، اگر ہوتا تو یہ بونے کب کے کونے سنبھال چکے ہوتے اور کون انہیں لیڈر رہنے دیتا ،لیکن پاکستان تو ایڑیاں اٹھا اٹھا کر اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کسی ایسے شخص کو دیکھ رہا ہے جو اپنی ذات کی چاہت ، اولاد کے مستقبل کی ضمانت ، مال و زر کی وسعت اور اقتدار کی شان و شوکت سے بالاتر ہو کر رہنمائی کا فریضہ انجام دے کوئی تو ایسا راہنما ہو جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اقتدار سنبھالنے کے دوسرے دن کپڑے کا تھان کندھے پر اٹھا کر بازار نکل کھڑا ہو کہ حکومت تو کروں گا لیکن اپنی روزی آپ کماؤں گا کوئی تو ہو جو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح بدو کی طرف سے کپڑے کا حساب مانگنے پر خدا کا شکر ادا کرے کہ جب تک ایسے لوگ موجود ہیں عمر راہ حق سے نہیں بھٹک سکتا، کوئی تو ہو جو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اپنی ذات کو امت میں تفرقے کا باعث نہ بننے دے اور واضح طور پر کہے میری جان جاتی ہے تو جائے امت کی رائے کو منقسم نہیں ہونا چاہیے، کوئی تو ہو جو علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اپنے قاتل کو دودھ کا پیالہ پیش کرنے کا اپنے اندر حوصلہ رکھتا ہو اور کوئی تو ہو جو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اقتدار کو امت کے مفاد کے لئے قربان کرنے کی جرأت رکھتا ہو، بڑے نام کے لئے اونچا مزاج اور بڑے کام کے لئے اعلیٰ دماغ درکار ہے اور بدقسمتی سے بازار قیادت میں یہی جنس نایاب ہے۔

مسائل دینیہ

مفتی شاہد اقبال آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: قربانی کیا ہے، کس پر واجب ہے، اگر ایک گھر کے افراد کا کھانا پینا اکٹھا ہے لیکن مال کے اعتبار سے ان میں کئی صاحب نصاب ہیں کیا صرف سربراہ کی قربانی سب کو کفایت کرے گی یا سب الگ الگ قربانی کریں۔

جواب: قربانی ایک مالی عبادت ہے جو غنی یعنی مال دار پر واجب ہے خاص جانور کو خاص دن میں اللہ تعالیٰ کے لئے ثواب کی نیت سے ذبح کرنا قربانی ہے۔ قربانی ہر مسلمان آزاد و مقیم صاحب نصاب پر واجب ہے۔

اگر ایک گھر میں دس افراد ہیں اور ان میں سے ہر ایک صاحب نصاب ہے تو ہر ایک پر الگ الگ قربانی واجب ہوگی۔ صرف گھر کے سربراہ کی قربانی سب کی طرف سے کفایت نہیں کرے گی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من وجد سعة ولم یضح فلا یقربن مصلانا

ترجمہ: جو آدمی وسعت و خوش حالی کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ (ابن ماجہ)

صاحب ہدایہ شیخ الاسلام امام ابوالحسن علی بن ابی بکر لکھتے ہیں

الاضحیة واجبة علی کل حر مسلم مقیم مؤسر ترجمہ: قربانی ہر مسلمان آزاد، مقیم، صاحب نصاب پر واجب ہے

سوال: صاحب نصاب کون ہے؟

جواب: جو شخص ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر رقم یا حاجت اصلیہ کے علاوہ اتنی مالیت کی کسی چیز کا بھی مالک ہو، صاحب نصاب ہے۔ حاجت اصلیہ سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کا سامان جن کی حاجت ہو اور سواری اور خادم اور پہننے کے کپڑے، کام کی کتابیں، ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں۔

سوال: قربانی اور زکوٰۃ کے نصاب میں کیا فرق ہے؟

جواب: قربانی اور زکوٰۃ کے نصاب میں دو طرح سے فرق ہے۔ زکوٰۃ کے نصاب میں مال خاص (سونا چاندی، سکہ رائج الوقت اور مال تجارت) کا اعتبار کیا جاتا ہے جب کہ قربانی کے نصاب میں حاجت اصلیہ کے علاوہ ہر چیز داخل ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کے لئے نصاب پر سال گزرنا شرط ہے جب کہ قربانی کے لئے شرط نہیں یعنی ایک شخص فقیر تھا قربانی کے وقت کے اندر اندر مال دار ہو گیا۔ اس پر قربانی واجب ہے حالانکہ اس کے مال پر سال نہیں گزرا۔

سوال: جس شخص پر قرض ہے اس کے اموال سے قرض کی مقدار نکالی جائے تو نصاب کی مقدار باقی نہیں رہتی تو کیا اس پر قربانی واجب ہے؟

جواب: اس پر قربانی واجب نہیں۔

سوال: قربانی کا گوشت کسی کافر کو دے سکتے ہیں؟

جواب: قربانی کا گوشت کسی کافر کو نہ دے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں۔

سوال: جس جانور کی قربانی واجب تھی قربانی کے دن گزرنے کے بعد اسے بیچ ڈالا تو کیا حکم ہے۔

جواب: جس جانور کی قربانی واجب تھی قربانی کے دن گزرنے کے بعد اسے بیچ ڈالا تو قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

سوال: قربانی کے فضائل کے حوالہ سے چند احادیث بیان کریں۔

جواب: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

یا فاطمة قومي الیٰ اضحیتک فاشھدیھا فان لک باول قطرة تقطر من دمھا ان یغفر لک ما سلف من ذنوبک قالت یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ألنا خاصة اھل البیت اولنا وللمسلمین قال بل لنا و للمسلمین (مجمع الزوائد ۴/۱۷ الترغیب والترہیب، المستدرک کتاب الضاحی)

ترجمہ: اے فاطمہ! اپنی قربانی کے پاس کھڑی ہو کیونکہ قربانی کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی تمہارے لئے پچھلے گناہوں کی مغفرت کردی جاتی ہے، حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ اجر وثواب صرف اہل بیت کے لئے ہے یا ہمیں اور تمام مسلمانوں کو بھی یہ اجر ملے گا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اجر ہمارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اس طرح کی روایت منقول ہے لیکن اس میں چند الفاظ کا فرق ہے:

انہ یجاء یوم القیامة بلحومھا ودمائھا سبعین ضعفاً حتیٰ توضع فی میزانک۔

ترجمہ: قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائے گا اور اس کو ستر درجے بڑھا کر تیرے میزان میں رکھا جائے گا

اس حدیث کے آخری لفظ میں **قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بل ھی لاٰل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم والناس عامة** یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اجر آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔ (سنن کبریٰ، نصب الرایہ)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما انفقت الورق فی شیء احب الی اللہ من نحیر ینحر فی یوم عید

ترجمہ: عید کے دن قربانی میں خرچ کرنا اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(المعجم الکبیر طبرانی، الترغیب والترہیب، مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۲۰)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا:

ان اول ما نبدامن یومنا ھذا ان نصلی ثم نرجع فننحر فمن فعل فقداصاب سنتنا

ترجمہ: آج ہم اس دن کا آغاز یوں کریں گے سب سے پہلے نماز عید پڑھیں گے پھر واپس آکر قربانی کریں گے جس نے یہ کام کیا تو اس نے ہماری سنت کو پالیا۔

محبتوں اور شجاعتوں کا قافلہ رواں دواں

فہیم اختر حقانی (مرکزی کنوینئر ،شعبہ نشر واشاعت)

اجلاس ماہانہ مرکزی مجلس عاملہ "شیران اسلام پاکستان":

مرکزی مجلس عاملہ کا ماہانہ ورچوئل اجلاس زیر صدارت مرکزی امیر حافظ اظہر نعیم 14 مئی بروز اتوار صبح 15:5 پر منعقد ہوا۔ اجلاس کی کاروائی کے تمام تر انتظامی امور مرکزی ناظم اعلی نے سرانجام دی۔ اجلاس میں مرکزی ناظم اعلی کے والد محترم اور علامہ رضاء الدین صدیقی کے وصال پرملال پر ان کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی اور بلندئی درجات کیلئے دعا کی گئی۔ اجلاس کے ایجنڈے میں شامل اہم نکات پر گفتگو ہوئی جن میں تنظیم سازی اور ماڈل اضلاع کی کارکردگی کا جائزہ، حی علی الفلاح مہم کے تحت ترتیب دیئے جانے والے پروگراموں کی تفصیل، امیر شمالی پنجاب کا مرکزی امیر کی مشاورت سے ڈویژنل دورہ کا جلد شیڈول، جھوٹے مدعیان نبوت کی عوام الناس کو گمراہ کرنے کی ناپاک جسارتوں کے سدباب کیلئے خطبات جمعہ کے ذریعے آگاہی مہم شامل تھی۔ درج ذیل مشترکہ فیصلے کیئے گئے:

جناب مرکزی امیر صاحب نے مجلس عاملہ کے اراکین کی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور اس سلسلہ میں تنظیم سازی کے لیے جاری شبانہ روز محنت، جذبہ اور خلوص کو سراہا۔ اور اس جذبہ کے تسلسل کے اجراء پر زور دیا۔ اجلاس میں مرکزی نائب امیر علامہ حیدر علوی صاحب نے قرآن وسنت کی روشنی میں اطاعت امیر پر مدلل، مختصر اور جامع گفتگو فرمائی جس میں موضوع کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا۔ جملہ صوبائی قیادت ماہانہ بنیادوں پر ہر ماہ کی دوسری اتوار صوبائی مجلس عاملہ کے انعقاد کو یقینی بنائیں گے۔ اس کا ایجنڈا اور اجلاس کی کارروائی سے مرکز کو مطلع رکھا جائے گا۔ ضروری امور پر مرکزی قیادت سے مشاورت کو یقینی بنایا جائے گا۔ اجلاس کے آخر میں بریف سرکلر جاری کیا جائے گا۔ ماڈل اضلاع کی کارکردگی بڑھانے کی ضرورت ہے۔ جملہ صوبائی قیادت آئندہ اجلاس سے قبل ہر سطح پر تنظیم سازی کو یقینی بنائیں گے اور ماڈل اضلاع پر اپنی کاوشوں کو کماحقہ بروئے کار لائیں گے اور ماڈل اضلاع کے قیام کو یقینی بنائیں گے۔ اس سلسلہ میں اگلے اجلاس میں پیشرفت سے آگاہ کریں گے۔ امیر شمالی پنجاب مرکزی امیر کی مشاورت سے ڈویژنل دورہ کا شیڈول جلد از جلد جاری کریں گے۔ اجلاس میں "حی علی الفلاح" مہم ایک نئی جہت اور جذبہ کے تحت شروع کرنے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔ اس سلسلہ میں ماہانہ بنیادوں پر مرکز میں تربیتی نشست، شب بیداری، اور حلقہ درود وسلام کا آغاز کیا جائے گا۔ اس کی تفصیل باقاعدہ سرکلر کے ذریعہ جاری کی جائے گی۔ پہلے مرحلہ میں شمالی پنجاب "حی علی الفلاح" مہم کے تحت تربیتی نشست کی تاریخ کا تعین کر کے مرکز کا مطلع کرے گی۔ مزید براں جو اراکین تربیتی نشست میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنا اندراج "شیران اسلام پاکستان" کے آفیشل نمبر (+292511130492) پر کال کر کے یا اسی نمبر پر واٹس ایپ کر سکتا ہے۔ جھوٹے مدعیان نبوت کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے خطبات جمعہ کے ذریعہ آگاہی مہم شروع کی جائے گی۔ علماء ومشائخ کی سرپرستی میں خطبہ جمعہ کا ڈرافٹ تیار کیا جائے گا جسے بعد ازاں سرکلر کے ذریعہ جاری کیا جائے گا۔

جناب قاری عبد الحق، امیر جنوبی پنجاب حال ہی میں عمرہ کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے ہیں۔ ان کے اس شرف پر جملہ احباب

نے انہیں مبارکباد پیش کی۔ اجلاس کے آخر میں جناب قاری عبدالحق، امیر جنوبی پنجاب نے استحکام پاکستان، ملکی سلامتی اور شہدائے پاک فوج کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ مرکزی مجلس عاملہ کے شرکاء میں حافظ محمد اظہر نعیم، مرکزی امیر (صدر مجلس)، علامہ حیدر علوی، مرکزی نائب امیر، محمد آفتاب احمد، مرکزی ناظم اعلی، پروفیسر محمد حسیب احمد نظیری، امیر آزاد کشمیر، فہیم اختر حقانی، مرکزی کنوینئر برائے شعبہ نشر واشاعت، قاری محمد عبدالحق، امیر جنوبی پنجاب، آصف مصطفیٰ مجیدی، ناظم آزاد کشمیر، محمد بلال، نائب امیر جنوبی پنجاب پنجاب، محمد سہیل انجم، ناظم شمالی پنجاب نے شرکت کی۔

''شیران اسلام پاکستان'' کے وفد کی علامہ رضاء الدین صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کے جنازہ میں شرکت:

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمتہ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ اور منظور نظر دیرینہ ساتھی ممتاز عالم دین، کالم نگار (زاویہ نور) اور تصوف کے ماہر۔ حضور ضیاء الامت پیر سید کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد علامہ رضاء الدین صدیقی کے انتقال پر ملال پر ان کی نماز جنازہ اور تعزیت کیلئے ''شیران اسلام پاکستان'' کے شعبہ نشر واشاعت کے مرکزی کنوینئر فہیم اختر حقانی وفد کے ہمراہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا پہنچے۔ انہوں نے پرنسپل ادارہ سید امین الحسنات شاہ اور ان کے بھائی صاحبزادہ فاروق بہاء الحق شاہ کو ''شیران اسلام پاکستان'' کی جملہ مرکزی اور صوبائی قیادت کی طرف سے تعزیتی پیغام پہنچایا۔ فہیم اختر حقانی نے مفتی شیر محمد خان قادری، وائس پرنسپل ڈاکٹر ابوالحسن محمد شاہ الازہری۔ استاذ العلماء علامہ ذوالفقار احمد علی چشتی ساقی اور ادارہ کے اساتذہ کرام سے مرحوم کی وفات پر تعزیت اور گہرے رنج وغم کا اظہار کیا مفتی شیر محمد خان قادری نے مرکزی امیر حافظ محمد اظہر نعیم اور مرکزی ناظم اعلی رانا آفتاب احمد کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا انہوں نے حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ کے جملہ ساتھیوں عزیزوں اور آستانہ عالیہ ونقش لاثانی یونیورسٹی سے متعلقہ تمام افراد کیلئے نیک تمناؤں کا اظہار اور ''شیران اسلام پاکستان'' کی تحفظ ختم نبوت کیلئے خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' / چیئر مین شعبہ ختم نبوت کا دورہ اسلام آباد وشمالی پنجاب

گجرات بار کا عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے حلف نامہ کا اجراء: اللہ جل مجدہ کا بے پایاں شکر واحسان اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے پناہ رحمت وکرم کے باعث شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' کے چیئر مین ممتاز مذہبی سکالر پروفیسر محمد عرفان محمود برق دامت برکاتہ کے ہاتھ پر جوق در جوق قادیانی حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ کوئی ہفتہ ایسا نہیں جب گروہ در گروہ قادیانیوں کو دین حق اسلام کی حقیقت کا ادراک ہو رہا ہے اور وہ قادیانیت سے تائب ہو کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اختیار کر رہے ہیں۔

شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' کے چیئر مین ممتاز مذہبی سکالر پروفیسر محمد عرفان محمود برق دامت برکاتہ ملک بھر میں موجود ۱۰۰ سے زائد ہائی کورٹ وضلعی بارز سے خطابات فرما چکے ہیں۔ حال ہی میں گجرات بار نے وکلا کے لیے لازمی حلف نامہ کے احکامات جاری کیے ہیں جو کہ ایک خوش آئند اقدام ہے اس سے قبل اسلام آباد بار نے بھی ایسے ہی احکامات جاری فرما کر عقیدہ ختم

نبوت سے اپنی غیر متزلزل وابستگی کا اظہار کیا تھا۔ پروفیسر محمد عرفان محمود برق دامت برکاتہ نے قصور، سیالکوٹ اور راجن پور بار سے عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت، قادیانیت کے بدترین کفریات و ارتدادی عقائد سے مالا مال فتنہ قادیانیت کی حقیقت پر خطابات فرما کر وکلا کو اس حساس موضوع پر آمد چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سکولوں کالجوں، یونیورسٹیوں سمیت پریس کلبز میں اپنے خطابات ارشاد فرمائے ہیں۔

جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں سادہ لوح مسلمان اپنا قیمتی اثاثہ ایمان بچانے میں کامیاب رہے ہیں جبکہ ہزاروں قادیانی، قادیانیت چھوڑ کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر مکمل ایمان لا کر چیئر مین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' مجاہد ختم نبوت پروفیسر عرفان محمود برق کے ہاتھ پر کلمہ حق پڑھ کر بلا جبر و اکراہ اسلام قبول کر چکے ہیں۔

مزید چئیر مین شعبہ ختم نبوت پروفیسر عرفان محمود برق نے فیصل آباد، قصور، لاہور اور مرید کے کا ہنگامی دورہ کیا جس میں خطبات جمعہ، سکالرز سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر پروفیسر محمد عرفان محمور برق چیئر مین شعبہ ختم نبوت شیران اسلام پاکستان نے اپنے تاریخی خطاب میں کہا کہ ہمیں قادیانیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا ہوگا جو ہمارے نبی ﷺ کا دشمن ہے وہ ان کے امتیوں کے کیسے محبّ ہو سکتے ہیں انہوں نے دلائل سے ثابت کیا مرزا غلام احمد قادیانی اسلام اور پاکستان دونوں کی سالمیت کے خلاف کردار ادا کرتا رہا اور اس کے گماشتے بھارت اور اسرائیل کے ایجنٹ ہیں انہوں نے کہا کہ قادیانی بھولے بھالے مسلمانوں کو طرح طرح کے لالچ دے کر ان کے ایمان پر ڈاکے ڈال رہے ہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں ہر میدان میں قادیانیوں کی اسلام دشمن سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے۔ رواں ماہ چئیر مین شعبہ ختم نبوت پروفیسر عرفان محمود برق کے خطبات درج ذیل ہیں:

فیصل آباد میں خطبہ جمعہ بمقام مرکزی جامع مسجد المشھور رومی شاہ صاحب ڈجکوٹ ضلع فیصل آباد، ختم نبوت کانفرنس، جہانگیر (خورد)، فیصل آباد،

قصور میں خطبہ جمعہ بمقام جامع مسجد غوثیہ چشتیہ قصور، **لاہور:** تحفظ ختم نبوت کانفرنس، شاد باغ لاہور **اور مرید کے:** تقریب رونمائی ''تاریخ ختم نبوت اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' جامع مسجد حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جی ٹی روڈ مرید کے میں خطابات فرمائے۔

ضلع ناظم مظفر آباد کے والد محترم کا انتقال پر ملال:

شیران اسلام ضلع مظفر آباد کے ناظم راجہ کاشان منیر کے والد صاحب قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون اپنے تعزیتی پیغام میں حافظ محمد اظہر نعیم مرکزی امیر، رانا آفتاب احمد مرکزی ناظم اعلی، اخوندزادہ پروفیسر علامہ محمد حسیب احمد نظیری پرنسپل جامعہ نظیریہ اسلام آباد وامیر آزاد کشمیر، آصف مصطفٰی مجیدی ناظم آزاد کشمیر اور فہیم اختر حقانی مرکزی کنوینر برائے شعبہ نشر واشاعت نے مرحوم کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ھے انہوں نے مرحوم کے درجات کی بلندی اور لواحقین کیلئے صبر جمیل کی دعا کی۔

نوٹ: چئیر مین شعبہ ختم نبوت پروفیسر عرفان محمود برق ۸ روزہ دورہ پر (یکم جون تا ۸ جون ۲۰۲۳ء) کراچی کا دورہ کر رہے ہیں۔ ''شیران اسلام پاکستان'' کے جملہ عہدیداران و کارکنان اور مجاہدین ختم نبوت بھرپور استفادہ فرمائیں۔

https://alhaqiqa.pk https://www.youtube.com/@alhaqiqa784/videos

Monthly Mujalah

AL-HAQIQA

Reg No: C.P.L.208

June 2023